تاویل کا علم دیا ہو اور دین میں فہم و فقاہت کا درجہ عطا کیا ہو کسی اور پر نہیں کھلتے۔ چنانچہ منکرین نے تو اس کا صاف انکار کر دیا ہے کہ جو بات خواہش کے مخالف ہو۔ اس پر رضا کا تصور ہی کیونکر کیا جا سکتا ہے۔

رضا کی فضیلت کے بیان میں

حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ :

رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ (پ ۱۱ ع ۲)

"اللہ ان سے راضی رہیگا اور وہ اللہ سے رضی"

اور حق سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ :

هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ؕ (پ ۲۷ ع ۱۳)

"کیا؟ بھلائی کا بدلہ احسان (بھلائی) کے سوا کچھ اور ہے؟"

اور احسان کی منتہا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے راضی ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کا اپنے بندے سے رضامند ہونا یہی بندے کے (اللہ سے) راضی ہونے کا بہت بڑا اجر و ثواب ہے۔

چنانچہ ارشاد الٰہی ہے کہ :

مَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِىْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ

"(جنت) میں عمدہ مکانات ہیں جو ہمیشہ رہنے کے باغوں میں ہوں گے اور اللہ کی رضامندی ان سب سے بڑی ہے۔" (پ ۱۰ ع ۱۵)

اس میں دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نے رضا کا درجہ جنات عدن سے بھی بڑھا دیا ہے۔ اور حدیث میں ہے کہ :

اِنَّ اللّٰهَ يَتَجَلّٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ فَيَقُوْلُ سَلُوْنِیْ فَيَقُوْلُوْنَ رِضَاكَ

"حق سبحانہ و تعالےٰ مومنین کو اپنا جلوہ دکھائے گا پھر فرمائے گا کہ مجھ سے مانگو۔ وہ کہیں گے کہ تمہاری رضا مانگتے ہیں۔" (احیاء - بزار و طبرانی)

www.sirat-e-mustaqeem.com

دیدار کے بعد رضا کا سوال کرنا رضا کی بہت بڑی فضیلت ثابت کرتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ :

يُدْعىٰ إِلَى الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ الَّذِيْنَ يَحْمَدُوْنَ اللّٰهَ تَعَالىٰ عَلىٰ كُلِّ حَالٍ (عوارف)

" وہ لوگ جو سب سے پہلے قیامت کے دن جنت میں بلائے جائیں گے وہ ہونگے جو ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے رہے ہونگے۔" (عوارف)

عبدالعزیز بن ابی رواد کہتے ہیں کہ " جو کی روٹی اور سرکہ کھانے اور اُونی کپڑے پہننے میں کیا شان ہے؟ اصل شان یہ ہے کہ اللہ جل وعلا سے (ہر حال میں) راضی ہو جائے۔"

اور حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ " میں ایک انگارے کو منہ میں ڈالوں اور چباؤں اور وہ مجھے جلا دے جتنا بھی جلا سکے تو یہ بات مجھے بہ نسبت اس کے بہت پسند ہوگی کہ میں کسی چیز کو موجود ہو یہ کہوں کہ کاش! یہ نہ ہوتی اور جو چیز نہ ہو اس کے لیے کہوں کہ کاش! یہ ہوتی۔"

یہاں پر یہ بحث بھی سمجھ لینی چاہیئے کہ دعا رضا کے مخالف نہیں اور دعا کرنے والا مقامِ رضا سے خارج نہیں ہو جاتا۔ اسی طرح سے گناہوں سے کراہت اور گنہگاروں اور اسبابِ معصیت سے بغض و عداوت اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے ذریعہ گناہوں کے زائل کرنے کی کوشش کرنا رضا کے مخالف نہیں۔

اسی مسئلہ میں بعض بیہودے دھوکے میں پڑے ہوئے غلطی کر بیٹھے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ کفر اور فسق و فجور سب اللہ تعالیٰ کے قضا و قدر ہی سے ہوتے ہیں تو ان پر بھی رضا واجب ہے لیکن در اصل یہ شریعت کے اسرار سے غفلت اور تاویل سے جہالت کا نتیجہ ہے۔ اب ان دونوں باتوں کو سمجھ لو۔

دعا جس کا ذکر ہوا۔ یہ تو ہمارے لیے عبادت بنائی گئی ہے۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور سب انبیاء کرام علیہم السلام کی دعاؤں کی کثرت اس بات پر صاف دلالت کر رہی ہے۔ حالانکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مقاماتِ رضا میں سب سے بلند درجہ رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے بندوں کی اس طرح تعریف فرمائی

www.sirat-e-mustaqeem.com

ہے کہ:

يَدْعُونَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا۔ (پ۱۷ ع ۶)

"وہ ہم سے ڈر اور رغبت سے دعائیں مانگتے ہیں۔"

اور دوسری بات یعنی گناہوں کی کراہت اور ان پر نہ راضی ہونا ان کو بھی حق تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے عبادت بنا دیا ہے اور ان باتوں پر رضامند ہونے کی مذمت فرمائی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے کہ:

وَرَضُوا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاطْمَاَنُّوا بِهَا (پ۱۱ ع ۶)

"بیشک جو امید نہیں رکھتے ہم سے ملنے کی اور راضی ہو گئے دنیوی زندگی پر اور اسی میں جی لگا بیٹھے۔"

(آخر میں فرماتے ہیں) کہ "ایسوں کا آگ میں ٹھکانا ہے۔" اور ارشاد ہے کہ:

رَضُوا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ وَطَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ (پ۱۰ ع ۱۸)

"وہ راضی ہوئے کہ رہ جائیں پیچھے رہنے والوں کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے۔ پس وہ نہیں جانتے۔"

اور ایک مشہور حدیث میں ہے کہ:

مَنْ شَهِدَ مُنْكَرًا فَرَضِيَ بِهٖ فَكَاَنَّهٗ قَدْ فَعَلَهٗ (احیاء)

"جو شخص کسی برے کام پر حاضر ہوا اور اس سے راضی ہوا تو گویا اس نے خود وہ کام کیا۔"

اور ایک حدیث میں ہے کہ:

"اَلدَّالُّ عَلَى الشَّرِّ كَفَاعِلِهٖ (احیاء — دیلمی)

"برائی کی طرف رہنمائی کرنے والا برائی کرنے والے کی طرح ہے۔"

حضرت ابن مسعود سے روایت ہے کہ بندہ منکر (برائی) سے غائب بھی ہوتا ہے مگر اس پر برائی کرنے والے کی طرح برائی لکھی جاتی ہے۔ لوگوں نے کہا یہ کس طرح ہو

www.sirat-e-mustaqeem.com

سکتا ہے۔ آپ نے کہا کہ یہ اس صورت میں ہے کہ اس برائی کی جب خبر اُسے پہنچے تو وہ اس پر راضی ہو جائے۔

ایک حدیث میں ہے کہ:

لَوْ اَنَّ عَبْدًا قُتِلَ بِالْمَشْرِقِ وَرَضِیَ بِقَتْلِهٖ آخَرُ بِالْمَغْرِبِ كَانَ شَرِيْكًا فِیْ قَتْلِهٖ۔ (احیاء)

"اگر ایک شخص مشرق میں قتل کیا جائے اور دوسرا مغرب میں اس کے قتل پر راضی ہو تو وہ بھی اس کے قتل میں شریک سمجھا جائے گا۔"

باقی رہا کفار اور فجار سے بغض و عداوت اور ان کو ملامت کرنا، تو اس بارہ میں اس قدر نصوص وارد ہو چکے ہیں جن کا شمار نہیں کیا جا سکتا۔ ارشاد الٰہی ہے کہ:

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ

"مسلمانوں کو چاہیے کہ مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست نہ بنائیں۔" (پ۳ع۱۱)

اور ارشاد ہے کہ:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓى اَوْلِيَآءَ

"اے ایمان والو! یہود اور نصاریٰ کو دوست مت بناؤ۔" (پ۶ع۱۲)

اور ارشاد ہے کہ:

وَكَذٰلِكَ نُوَلِّیْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ (پ۸ع۲)

"اسی طرح ہم ساتھ ملائیں گے بعض گنہگاروں کو بعض سے، بہ سبب ان کے اعمال کے۔"

اور حدیث شریف میں ہے کہ:

اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اَخَذَ الْمِيْثَاقَ عَلٰى كُلِّ مُؤْمِنٍ اَنْ يُّبْغِضَ كُلَّ مُنَافِقٍ وَعَلٰى كُلِّ مُنَافِقٍ اَنْ يُّبْغِضَ كُلَّ مُؤْمِنٍ۔ (احیاء)

"اللہ تعالیٰ نے ہر ایک مسلمان سے (ازل میں) یہ عہد لیا ہے کہ ہر ایک منافق سے بغض رکھے اور ہر ایک منافق سے عہد لیا ہے کہ ہر ایک مسلمان سے بغض رکھے۔"

www.sirat-e-mustaqeem.com

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ :

اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ ۔ (متفق علیہ)

" آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے اس کی محبت ہوگی ۔"

اور فرماتے ہیں کہ :

مَنْ اَحَبَّ قَوْمًا وَّ وَالَاھُمْ حُشِرَ مَعَھُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ۔ (احیاء ۔ طبرانی)

" جو شخص کسی قوم سے محبت اور دوستی رکھتا ہے قیامت کے دن انہیں کے ساتھ اس کا حشر ہوگا ۔"

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ :

اَوْثَقُ عُرَی الْاِیْمَانِ اَلْحُبُّ فِی اللّٰہِ وَالْبُغْضُ فِی اللّٰہِ (احیاء ۔ احمد)

" ایمان کا سب سے زیادہ مضبوط اور محکم دستاویز اللہ ہی کے لیے محبت اور اللہ ہی کے لیے بغض رکھنا ہے ۔"

یہاں پر اگر یہ سوال کیا جائے کہ آیات اور احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ قضائے الٰہی پر راضی ہونا چاہیئے ۔ اگر تم کہو کہ معاصی قضائے الٰہی سے نہیں ہیں تو یہ تو محال ہے اور اگر کہو کہ قضائے الٰہی سے ہیں (چنانچہ واقع میں بھی ایسا ہی ہے) تو پھر ان سے کراہت اور ان کو برا جاننا یہ تو خود قضائے الٰہی سے کراہت اور دشمنی ہے تو ان دونوں باتوں کے جمع کرنے کی کیا صورت ہے ۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ باتیں واقعی ان لوگوں پر جو اسرار علوم کے سمجھنے سے قاصر اور عاجز ہیں ملتبس اور پیچیدہ ہو جاتی ہیں ۔ چنانچہ ایک جماعت پر جب یہ صورت ملتبس ہوئی تو انہوں نے خاموشی کو مقاماتِ رضا میں سے ایک مقام سمجھ لیا اور انہوں نے اس کا نام حسن خلق رکھا حالانکہ یہ سراسر جہالت ہے ۔ ہم کہتے ہیں کہ رضا اور کراہت واقعی ضد اور مخالف ہیں لیکن اس صورت میں جبکہ ایک ہی چیز پر ایک ہی جہت اور ایک ہی حیثیت سے وارد ہوں لیکن اگر ایک چیز پر دو جہت اور دو حیثیتوں سے جمع ہو جائیں تو پھر نہ ضدیت ہے اور نہ مخالفت ۔ ہو سکتا ہے کہ ایک ہی چیز کو ایک حیثیت

www.sirat-e-mustaqeem.com

سے تم اُسے بُرا جانو اور دوسری حیثیت سے اس کو پسند کرو مثلاً تمہارا دشمن مرجائے اور وہ تمہارے دوسرے دشمنوں کا بھی دشمن ہو اور ان کے قتل کے درپئے ہو۔ اس صورت میں اس دشمن کی موت کو تم بُرا بھی جانتے ہو اس لیے کہ تمہارے دشمنوں کا دشمن مر گیا اور پسند بھی کرتے ہو۔ اس حیثیت سے کہ وہ تمہارا بھی تو دشمن تھا۔

اسی طرح سے معصیت کی بھی دو حیثیتیں ہیں۔ ایک حیثیت بہ نسبت خداوند تعالیٰ کے ہے کہ یہ معصیت اس کے حکم، اس کے ارادہ اور اختیار سے ہے تو اس صورت میں اسے پسند کیا جائیگا کہ ملک مالک الملک کو سونپ دیا جاتا ہے۔

اور دوسری حیثیت بہ نسبت بندے کے ہے کہ اسی بندہ نے اس کا کسب کیا ہے اور یہ اسی کی وصف ہو چکی ہے اور یہ علامت ہے اس بات کی کہ یہ بندہ اللہ کا ناپسندیدہ اور مبغوض ہے کہ اس پر دُوری کے اسباب کو مسلط کر دیا ہے تو اس حیثیت سے یہی معصیت منکر اور بری ہو جاتی ہے۔

اخلاص

حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۝

" اور نہیں حکم کیے گئے تھے مگر اس کا کہ اللہ کی عبادت کریں، اس طرح پر کہ خالص رکھیں اسی کے لیے عبادت کو (سب سے) (پ ۳۰ ع ۲۳)

اور ارشاد ہے کہ:

" اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ۚ (پ ۲۳ ع ۱۵)

" خبردار ہو جاؤ کہ اللہ ہی کے لیے خالص عبادت ہے۔"

اور ارشاد ہے کہ:

اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَاَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (پ ۵ ع ۱۸)

" مگر جنہوں نے توبہ کر لی اور اپنی حالت سنوار لی اور مضبوط پکڑ لیا اللہ کو اور خالص کر لیا اپنا دین اللہ کے لیے تو وہ ایمان والوں کے ساتھ ہوں گے۔"

اور ارشاد ہے:

www.sirat-e-mustaqeem.com

فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖ اَحَدًا ۔ (پ ۱۶ ع ۲)

"پس جو شخص اپنے رب سے ملنے کی امید رکھے تو چاہیے کہ نیک عمل کرے اور نہ شریک کرے اپنے رب کی عبادت میں کسی دوسرے کو۔"

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ:

ثَلَاثٌ لَا يَغُلُّ عَلَيْهِنَّ قَلْبُ رَجُلٍ مُّسْلِمٍ اِخْلَاصُ الْعَمَلِ لِلّٰهِ تَعَالٰى

"تین چیزیں ایسی ہیں کہ کسی مسلمان کا دل ان کی وجہ سے کھوٹ میں نہیں پڑتا ان میں سے ایک اللہ کے لیے اخلاص کے ساتھ عمل کرنا ہے۔" (احیاء۔ ترمذی)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ:

يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى اَلْاِخْلَاصُ سِرٌّ مِّنْ سِرِّيْ اِسْتَوْدَعْتُهٗ قَلْبَ مَنْ اَحْبَبْتُ مِنْ عِبَادِيْ ۔ (احیاء۔ احمد وغیرہ)

"حق سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے کہ اخلاص میرے اسرار میں سے ایک سِر ہے۔ اس کو میں نے امانت رکھا ہے اس شخص کے قلب میں جس کو میں اپنے بندوں میں سے پسند رکھتا ہوں اور محبت کرتا ہوں۔"

اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "تم قلتِ عمل سے غمگین نہ ہو بلکہ قبولیت کا اہتمام کرو۔ اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل کو فرمایا تھا کہ

اَخْلِصِ الْعَمَلَ يُجْزِكَ مِنْهُ الْقَلِيْلُ (احیاء۔ دیلمی)

"عمل میں اخلاص پیدا کرو تو پھر تمہیں تھوڑا عمل بھی کافی ہو گا۔"

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ:

مَا مِنْ عَبْدٍ يُخْلِصُ لِلّٰهِ الْعَمَلَ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا اِلَّا ظَهَرَتْ يَنَابِيْعُ الْحِكْمَةِ مِنْ قَلْبِهٖ عَلٰى لِسَانِهٖ ۔ (احیاء۔ ابن عدی وغیرہ)

"جو شخص چالیس دن اللہ کے لیے اخلاص سے عمل کرے تو حکمت کے چشمے اس کے قلب سے زبان پر چھوٹ پڑیں گے۔"

www.sirat-e-mustaqeem.com

میں نے ابتداءِ کتاب میں ذکر کیا تھا کہ اخلاص عمل کا روح ہے پس جس طرح سے کہ جسم بغیر روح کے بیکار ہے۔ اسی طرح عمل بغیر اخلاص کے بھی کوئی نفع نہیں بخشتا۔ فرمایا ہے کہ اخلاص نہایت مشکل ہے مگر جس کے لیے کہ خداوند تعالیٰ آسان فرما دے۔ بہت سے اعمال ایسے ہیں کہ انسان اُن میں بہت تکلیف اور بڑی مشقت اٹھاتا ہے اور اس کا گمان یہ ہوتا ہے کہ یہ خالص اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے۔ اور اسی کی وجہ سے وہ دھوکے میں پڑ جاتا ہے۔ اس لیے کہ اس میں جو آفت اور نقصان ہے اس کو نہیں دیکھتا جس طرح کہ ایک بزرگ کی حکایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے تیس برس کی نماز جس کو میں نے مسجد میں اور پہلی صف میں پڑھا تھا، قضا کر لی (لوٹالی) اس لیے کہ ایک دن کسی عذر کی وجہ سے مجھے دیر ہو گئی اور دوسری صف میں مجھے نماز پڑھنی پڑی۔ تو مجھے بڑی خجالت ہوئی کہ لوگوں نے آج مجھے دوسری صف میں دیکھا ہے جب جا کے میں سمجھا کہ پہلی صف میں لوگوں کا دیکھنا ہی میری مسرت اور میرے قلب کے استراحت کا سبب تھا اور اس بات کو میں آج تک نہ سمجھا کہ اس میں اخلاص نہیں۔

اور یہ بات نہایت باریک اور پوشیدہ ہے بہت ہی کم اعمال ان جیسی صورتوں سے بچتے ہوں گے اور بہت ہی کم وہ لوگ ہوں گے جو اس بات کی تہہ کو پہنچ کر اطلاع پاتے ہوں گے۔ ہاں جن کو اللہ تعالیٰ کی توفیق شاملِ حال ہو وہ تو اس سے مستثنیٰ ہیں۔"

اور جو اس سے غافل ہیں وہ اپنی ساری بھلائیوں کو قیامت کے دن برائیوں کی صورت میں دیکھیں گے۔ اور انہی لوگوں کی طرف حق تعالیٰ کے اس قول میں اشارہ ہے کہ:

وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ یَكُوْنُوْا یَحْتَسِبُوْنَ وَبَدَا لَهُمْ سَیِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا۔ (پ ۲۴ ع ۲)

"اور ان کو ظاہر ہو گا اللہ کی طرف سے جس کا ان کو گمان ہی نہ تھا اور ان پر کھل جائیں گی برائیاں ان اعمال کی جو انہوں نے کیے تھے۔"

اور اس ارشاد میں کہ:

www.sirat-e-mustaqeem.com

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ۝ الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا (پ ۱۶ ع ۳)

وہ کہدو کیا ہم تمکو ایسے لوگ بتلائیں جو اعمال کے اعتبار سے بڑے گھاٹے میں ہیں۔
یہ وہ لوگ ہیں جن کی کوشش گئی گزری دنیا کی زندگی میں ہے۔ اور وہ سمجھتے
ہیں کہ ہم اچھا کام کر رہے ہیں۔"

اور ساری مخلوق میں سے زیادہ اس فتنے میں علماء مبتلا ہوتے ہیں اس لیے کہ اکثر علماء کی اشاعتِ علم کا سبب اپنے غلبہ و برتری کی خواہش، اور لوگوں کو تابع فرمان بنانے اور تعریف و توصیف کی خوش کن خبروں کے سننے کی خوشی ہی ہوتی ہے اور شیطان ان پر اس بات کو ملتبس اور پوشیدہ کر دیتا ہے اور ان سے کہتا ہے کہ تمہاری غرض تو محض دین الٰہی کی اشاعت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی حفاظت ہی ہے۔ تم اکثر واعظوں کو دیکھو گے کہ وہ لوگوں کو پند و نصیحت کہنے اور سلاطین کے سامنے وعظ کرنے کے سبب اللہ تعالیٰ پر احسان جتلاتے ہوں گے اور آپ اپنی طرف لوگوں کے متوجہ ہونے اور اپنی بات کے قبول کرنے سے خوش ———————— ہو رہے ہوں گے۔

لیکن اس کے ساتھ پھر دعویٰ یہ ہوگا کہ ان کی خوشی اور فرحت فقط اس سبب سے ہے کہ اس میں دین کی نصرت ہے۔

لیکن اگر ان کے اقران و امثال میں سے کوئی ان سے بھی اچھا واعظ پیدا ہو گیا اور لوگوں نے اسی کی طرف رُخ کر لیا تو یہ بات آپ کو بہت بُری معلوم ہوگی اور سخت غمگین ہو جائیں گے۔ حالانکہ اگر ان کے وعظ کا سبب محض دین ہی دین ہوتا تو حق سبحانہ و تعالیٰ کا شکر بجالاتے کہ اللہ تعالیٰ نے اس مہم کے لیے دوسرے کو بھیجا اور ہمیں فراغت ہو گئی۔
لیکن پھر بھی شیطان ان کو نہیں چھوڑتا اور کہتا ہے کہ تمہیں یہ غم تو یوں ہو رہا ہے کہ وہ ثواب تم سے منقطع ہو گیا۔ اس وجہ سے تھوڑا ہی غم ہے کہ لوگ تجھ سے پھر گئے اور دوسرے کے ہو لیے بلکہ یہ اس وجہ سے ہے کہ اگر تمہارے وعظ سے نصیحت لیتے اور بہرہ یاب ہوتے تو اس کا ثواب تمہیں ہی پہنچتا۔ اور ثواب کے منقطع ہو جانے سے

www.sirat-e-mustaqeem.com

جو تمہیں غم ہو رہا ہے یہ تو بہت اچھی بات ہے۔ بیچارہ اس بات کو نہیں جانتا کہ حق اور امر الٰہی کے سامنے سر تسلیم خم کرنا ہی افضل ہے اسی میں ثواب زیادہ ہے اور یہی آخرت میں فائدہ مند ہے بہ نسبت اس کے کہ تم اکیلے ہی ہوتے۔

اور سنیئے! حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے خلافت قبول کرنے سے اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ مغموم ہوتے تو تم ہی کہو کہ ان کا یہ غم اچھا ہوتا یا بُرا؟ ہر ایک دیندار شخص بغیر شک وشبہ کے کہہ دے گا۔ کہ اگر ایسا ہوتا تو واقعی یہ صورت بُری ہوتی۔ اس لیے کہ ان کے لیے حق کی اطاعت اور یہ منصب ایسے شخص کو سونپ دینا جو ان سے زیادہ صالح اور لائق تھے دین میں زیادہ فائدہ مند تھا بہ نسبت اس کے کہ خود مصالح مخلوق کے کفیل بنتے۔ اگرچہ اس صورت میں ثواب بھی بہت تھا بلکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نہایت خوش ہوئے کہ اس منصب پر ایسا شخص فائز ہوا ہے جو ان سے اس بارہ میں زیادہ بہتر اور مستحق ہے۔ پس آخر کیا وجہ ہے کہ علماء ان جیسی باتوں سے خوش نہیں ہوتے۔

سچائی کے بیان میں

حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللهَ عَلَيْهِ (پ ۲۱ ع ۱۹)

"(صحابہ) ایسے لوگ ہیں کہ سچ کر دکھایا جس بات پر انہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا"

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ:

اِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِیْ اِلَى الْبِرِّ وَالْبِرُّ يَهْدِیْ اِلَى الْجَنَّةِ وَاِنَّ الرَّجُلَ لَيَصْدُقُ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللهِ صِدِّيْقًا وَاِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِیْ اِلَى الْفُجُوْرِ وَالْفُجُوْرُ يَهْدِیْ اِلَى النَّارِ وَاِنَّ الرَّجُلَ لَيَكْذِبُ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللهِ كَذَّابًا۔ (احیاء ــ متفق علیہ)

"سچائی نیکی کی طرف ہدایت کرتی ہے اور نیکی جنت تک پہنچا دیتی ہے۔ اور

www.sirat-e-mustaqeem.com

جو آدمی سچ بولتا رہتا ہے تو وہ اللہ کے نزدیک صدیق (سچا) لکھا جاتا ہے اور جھوٹ بدکاری کا راستہ دکھاتا ہے اور بدکاری دوزخ تک لیجاتی ہے۔ اور جو آدمی جھوٹ بولا کرتا ہے۔ تو وہ اللہ کے نزدیک کذّاب (جھوٹا) لکھا جاتا ہے۔"

اور صدق (سچائی) کی تعریف اور فضیلت میں یہی کافی ہے کہ صدیق اسی سے مشتق ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسی لفظ کے ساتھ مدح وثنا کے موقعہ پر انبیاء علیہم السلام کا وصف بیان فرمایا ہے۔

چنانچہ ارشاد ہے:

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا (پ ۱۶ ع ۶)

"اور ذکر کرو کتاب میں ابراہیمؑ کا بیشک وہ سچے نبی تھے۔"

اور فرمایا ہے:

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِسْمَاعِيلَ إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُولًا نَبِيًّا۔ (پ ۱۶ ع ۷)

"اور ذکر کرو کتاب میں اسمٰعیلؑ کا واقعی وہ وعدے کے سچے تھے اور رسول نبی تھے۔"

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِدْرِيسَ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا۔ (پ ۱۶ ع ۷)

"اور ذکر کرو کتاب میں ادریسؑ کا بیشک وہ سچے نبی تھے۔"

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ چار چیزیں جس انسان میں ہونگی تو وہ بڑے فائدہ میں ہے، سچائی، حیا، حسن خلق، اور شکر۔

میں کہتا ہوں کہ سچائی کی تعریف میں یہی کافی ہے کہ آیۃ کریمہ میں نبیین کے درجہ کے بعد اور شہدا اور صالحین کے اوپر صدیقین کا درجہ مندرج ہے۔ چنانچہ حق سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

www.sirat-e-mustaqeem.com

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ۚ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ۔ (پ ۵ ع ۶)

"جو اطاعت کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی تو وہ ان کے ساتھ ہیں جن پر اللہ نے انعام فرمایا ہے یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین، اور یہ لوگ اچھے رفیق ہیں۔ یہ اللہ کا فضل ہے اور اللہ ہی کا علم کافی ہے۔"

——— (احیاء العلوم کا اختصار یہاں تک ختم ہوگیا) ———

نوٹ: شاید تمہارے دل میں یہ بات کھٹکے کہ جو احادیث اس فصل میں روایت کی گئی ہیں ان میں سے بعض صحت کے درجہ پر پوری نہیں اترتیں تو اس کے لیے تمہیں احیاء العلوم کی شرح مصنفہ زبیدی دیکھنی چاہیئے۔

اے عزیز! تمہیں حق سبحانہ وتعالیٰ نے جب نیکیوں کی توفیق دی ہے (اللہ تعالیٰ تمہارا علم و عمل اور زیادہ فرمائے) تم کو اس بات پر یقین رکھنا چاہیے کہ اخلاص (جس کو اعمال بدنیہ اور قلبیہ میں وہ درجہ حاصل ہے جو روح کو جسم میں ہے) اس وقت تک متحقق و مستحکم نہیں ہو سکتا جب تک کہ حق تعالیٰ کے ساتھ اپنے معاملہ میں صدق و صحت نہ پیدا کی جائے اور اپنے معاملہ کی درستی اس فن شریف کے جاننے پر موقوف ہے اس لیے میں تمہارے سامنے اس فن کا ایک دروازہ کھولتا ہوں جس کو میں نے کتاب حکم مصنفہ عارف باللہ شیخ احمد بن محمد بن عبد الکریم بن عطاء اللہ اسکندرانی (اللہ تعالیٰ ان کے مزار کو منور فرمائے) سے منتخب کیا ہے۔ اس لیے کہ کتاب مذکور اس فن کا لُبِّ لباب ہے۔

فصل

شیخ ممدوح فرماتے ہیں "رضی اللہ تعالیٰ عنہ":

(۱) لغزش اور معصیت صادر ہونے کے وقت عفو کی امید میں نقصان کا ہونا اپنے اعمال پسندیدہ پر اعتماد کی علامت ہے۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

(۲) اسباب دنیاوی سے تجرید اور قطع ظاہری کی تیری خواہش باوجودیکہ خداوند تعالےٰ شانہٗ نے تجھ کو اسباب میں استقامت عطا فرمائی، شہوت پنہانی ہے۔ اور تیرا اسباب کا پابند ہونا باوجودیکہ اللہ تعالیٰ نے تجھ کو اسباب میں راسخ قدم کیا بلند ہمتی سے پستی کی طرف گرنا ہے۔

(۳) تدبیر کی تعب سے اپنے نفس کو راحت دے کیونکہ جو اللہ جل وعلا نے تیرے غیر پر مقدر کر کے تجھ سے اٹھا لیا ہے۔ اس کو تم اپنے نفس کے لیے نہیں اٹھا سکتے۔

(۴) ان امور میں تیری کوشش کرنا جن کا وہ تیرے لیے کفیل ہو چکا ہے اور ان امور میں تیری کوتاہی کرنا جن کا وہ تجھ سے طالب ہے تیرے چراغ عقل کے گل ہونے کی دلیل ہے۔

(۵) دعا میں گڑگڑانے کے باوجود عطا میں تاخیر کا ہونا تجھے قبولیت دعا سے کہیں مایوس نہ کر دے۔

(۶) کیونکہ وہ تیری اجابت کا اس امر میں کفیل ہوا ہے جس کو وہ خود تیرے لیے پسند فرماتا ہے نہ جس کو تو اپنے لیے پسند کرتا ہے اور جس وقت کہ وہ چاہتا ہے نہ جس وقت کہ تو چاہتا ہے۔

(۷) اے بندہ! موعود کا باوجود وعدۂ الہٰی کے ظہور پذیر نہ ہونا تجھے شک میں نہ ڈال دے اگرچہ یہ تاخیر آفتاب کے مغرب سے طلوع ہونے تک ہی کیوں نہ ہو۔ ایسا نہ ہو کہ یہ شک تیری عقل کی آنکھ پھوڑ دے اور چراغِ قلب کا نور بجھا دے۔

(۸) جب حق تعالیٰ نے تیرے لیے اپنی معرفت کا کوئی دروازہ کھول دیا تو اس کے ہوتے ہوئے قلت عمل کی پرواہ نہ کر کیونکہ اس نے تیرے لیے یہ دروازہ صرف اس لیے کھولا ہے کہ اپنی معرفت تجھے عطا کر دے۔ کیا؟ تم نہیں جانتے کہ نعمتِ معرفت باری تعالیٰ تمہیں عطا کرتا ہے اور تم اعمال اس کی جناب میں پیشکش کرتے ہو اور تیرے ہدیہ کو باری تعالیٰ کی عطا سے بھلا کیا نسبت ہو سکتی ہے۔

(۹) اعمال کی جنسیں اس لیے مختلف اور متنوع پیدا ہوئی ہیں تاکہ ان پر مختلف اور متنوع واردات الہٰیہ متفرع ہو سکیں۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

(۱۰) بندے کے اعمال صرف بے جان صورتیں ہیں۔ اور سرِ اخلاص کا وجود ان میں بمنزلہ روح ہے۔

(۱۱) اپنے وجود کو گمنامی کی زمین میں دفن کر دے اس لیے کہ جو بیج بویا نہ گیا ہو وہ پھلتا نہیں۔

(۱۲) کیا قلب منور ہو سکتا ہے؟ درآنحالیکہ اغیار موجودات کی صورتیں اس کے آئینہ میں منقش ہوں۔ اور کیا وہ حضورِ الٰہی سے مشرف ہو سکتا ہے؟ درآنحالیکہ ابھی شہواتِ نفسانیہ کی قید میں مقید ہے اور کیا وہ بارگاہِ الٰہی میں داخل ہونے کی امید کر سکتا ہے؟ درآنحالیکہ ابھی اپنی غفلتوں کی ناپاکی سے پاک نہیں ہوا اور کیا دقائق اسرار کے سمجھنے کی توقع رکھتا ہے؟ درآنحالیکہ وہ ابھی اپنی نازیبا حرکتوں سے باز نہیں آیا۔

(۱۳) موجوداتِ عالم سب کے سب تاریکیاں ہیں اور ان میں جو باری تعالیٰ کا ظہور ہوا ہے اسی نے ان کو منور کر رکھا ہے تو جس کی نظر مخلوقات تک محدود ہے اور اس نے ان میں یا ان کے قریب یا ان سے پہلے یا ان کے بعد حق سبحانہٗ کا مشاہدہ نہ کیا تو اس کی نظرِ بصیرت وجودِ انوار کی جھلک سے محروم رہی اور معارف کے آفتاب اس سے آثار کے بادلوں میں چھپ گئے۔

(۱۴) حق سبحانہ وتعالیٰ کا تجھ کو اپنے مشاہدہ سے ایسی چیز کے ساتھ محجوب کرنا جو اس کے ساتھ موجود نہیں۔ اس کے قہر اور غلبہ کی بڑی دلیل ہے۔

(۱۵) کس قدر عجیب بات ہے کہ عدم میں وجود ظاہر ہو جائے اور قدیم کے ساتھ حادث ثابت رہ سکے۔

(۱۶) جس نے یہ چاہا کہ حق تعالیٰ کے ظاہر کردہ امر کے سوا اس وقت میں کوئی دوسرا امر ظاہر ہوتا تو اس نے اپنے جہل و نادانی میں کوئی دقیقہ بھی نہ چھوڑا۔

(۱۷) بجا آوریٔ اعمال کو وقتِ فرصت و فراغت کے لیے ٹالتے رہنا نفس کی چالوں میں سے ایک فریبانہ چال ہے۔

(۱۸) اثنائے سلوک میں کشفِ معارف و اسرار اور ظہورِ انوار کے وقت سالک کی ہمت جب توقف اور ٹھہرنے کا ارادہ کرتی ہے تو حقیقت الامر اُسے پکار کر کہتی ہے کہ ابھی

www.sirat-e-mustaqeem.com

منزلِ مقصود ذرا آگے ہے اور جب مخلوقات ظاہری کا جمال ظاہر ہوتا ہے، تو ان کے حقائق چلا کر تجھ کو کہتے ہیں کہ ہم فتنہ اور آزمائش ہیں، ہم میں مبتلا ہو کر کفران مت کیجیو۔

(۱۹) حق سبحانہ سے تیرا کسی چیز کا طلب کرنا اس ذات پاک پر تہمت لگانا ہے گویا وہ تمہارے حال سے بے خبر ہے اور تمہاری ضروریات کا کفیل نہیں اور اس کا قرب مشاہدہ طلب کرنا یہ اس سے تیرے غائب ہونے کی علامت ہے اور ماسوی اللہ کی طلب تیری بیحیائی پر دلالت کرتی ہے خواہ وہ اغراض دنیویہ ہوں یا احوال و مقامات۔ اور اپنے مولا کے سوا دوسرے سے طلب کرنا اس کی بارگاہ عالی سے بُعد اور دُوری کی وجہ سے ہے۔

(۲۰) تم پر ایک لمحہ بھی ایسا نہیں گزرتا جس میں تیرے پروردگار نے تجھ پر کوئی حکم نافذ نہ کیا ہو خواہ وہ از قبیل طاعت و معصیت ہو یا از باب نوازش و آزمائش۔

(۲۱) جب تک کہ اس دارِ ناپائدار میں تجھ کو رہنا ہے مصائب اور مکروہات کے وقوع کو حیرت کی نظر سے نہ دیکھ، اس لیے کہ پردۂ غیب سے وہی ظاہر ہوتا ہے اور اس عالم میں وہی افتاد پڑتی ہے کہ وہ بسبب حکمت بالغہ الٰہیہ مستحق توصیف اور قابل تعریف ہی ہوتی ہے۔

(۲۲) وہ مقصد کچھ دشوار نہیں جس کا تو اپنے پروردگار سے خواستگار ہوا اور وہ مطلب کچھ آسان نہیں جس کا تو اپنے نفس ہی کے بل بوتے پر طلبگار رہا۔

(۲۳) ابتداء امر میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کا ہونا انتہاء کار کی کامیابی اور فوز و فلاح کی علامت ہے۔

(۲۴) جس کی ابتدا روشن ہوتی ہے اس کی انتہا بھی درخشاں ہی ہوگی ؏

سالیکہ نکو است از بہارش پیداست

(۲۵) راہِ الٰہی کے سالکوں نے انوار توجہ سے ہدایت پائی اور راستہ دیکھا اور واصلین بارگاہ ایزدی کے لیے مواجہت کے انوار خود بخود حاصل ہیں۔ تو پہلی جماعت انوار ہی کے لیے ہوتی ہے اور دوسری جماعت کے لیے ہی انوار ہوتے ہیں، اس لیے کہ گروہ

www.sirat-e-mustaqeem.com

اخیر اللہ ہی کے ہو رہتے ہیں اور ماسوا کے طوق غلامی سے آزاد ہوتے ہیں۔

(۲۶) اپنے عیوب باطنی کی طرف تیرا نگاہ کرنا ان اشیاء کے حصول کی طرف نظر کرنے سے جو تجھ سے پوشیدہ اور غائب ہیں زیادہ بہتر ہے۔

(۲۷) حق جل وعلا حجاب میں نہیں ہے صرف تو اپنے نفسانی صفات کی وجہ سے اس کے مشاہدہ سے روکا گیا ہے۔ کیونکہ اگر کوئی شے اس کے لیے حجاب ہوتی تو اس کو ڈھانپ لیتی اور اگر اس کے لیے کوئی چیز ڈھانپنے والی ہوتی تو ضرور اس کے وجود کو احاطہ کرنے والی اور روکنے والی ہوتی، کیونکہ ہر ایک احاطہ کرنے والی چیز غالب ہی ہوتی ہے، حالانکہ حق جل وعلا سب پر غالب ہے۔

(۲۸) اپنے بشری اوصاف میں سے ہر اس وصف سے جو تیری بندگی کے مخالف ہو باہر نکل تاکہ حق سبحانہٗ کی ندا اور بلاوے کی اجابت، اور اس کی بارگاہ اقدس کی قربت حاصل کر سکو۔

(۲۹) ہر ایک معصیت، غفلت، اور شہوت کی بنیاد اپنے نفس سے رضامندی پر اور ہر ایک طاعت، عفت اور ہوشیاری کی بنیاد اپنے نفس سے نارضامندی پر ہی مبنی ہے۔

(۳۰) بصیرت کی روشنی تجھے حق تعالیٰ کے قرب کا مشاہدہ کراتی ہے اور عین الیقین تجھے اس کی محبت ذاتیہ کے ارادہ کا مشاہدہ کراتا ہے۔ اور حق الیقین محض اس کے وجود کا مشاہدہ کراتا ہے جس میں تیرے وجود اور عدم سے قطع نظر ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے تھا اور کوئی چیز اس کے ساتھ نہ تھی۔ اور وہ اب بھی ویسا ہی ہے جیسا کہ پہلے تھا۔

(۳۱) اے سالک! اپنے عزم ہمت کی باگ کو اپنے مولائے کریم سے ماسوا کی طرف نہ موڑ۔ کیونکہ وہ کریم ہے تیری امیدوں کو رد نہیں فرمائے گا۔

(۳۲) اپنی حاجت روائی غیر سے طلب نہ کر۔ اس لیے کہ اس حاجت میں اسی (حق تعالیٰ) نے تمہیں مبتلا کیا ہے۔ اور غیر اس تکلیف کو اٹھا بھی کس طرح سکتا ہے

www.sirat-e-mustaqeem.com

جس کا رکھنے والا اللہ تعالیٰ ہو۔ بھلا جو اپنے کشود کار کی استطاعت نہیں رکھتا تو وہ کس طرح غیر کی حاجت بر لا سکتا ہے۔

(۳۳) اگر تم باری تعالیٰ کی نسبت اس کی صفات کمالیہ کی وجہ سے حسن ظن نہیں رکھتے تو تم اس خوش معاملگی کے سبب سے جو اسے تیرے ساتھ ہے اس کی نسبت حسن ظن پیدا کرو۔ کیا احسانات کے علاوہ اس نے تیرے ساتھ کوئی اور سلوک بھی روا رکھا ہے؟ اور فضل و کرم کے سوا بھی اس نے کچھ تم پر نازل فرمایا ہے؟

(۳۴) کس قدر حیرت افزا بات ہے کہ انسان اس سے بھاگتا ہے جس سے اس کو جدائی نہیں اور جس سے کسی طرح وہ چھٹکارا نہیں پا سکتا اور اس کو طلب کرتا ہے کہ جو اس کے ساتھ کسی طرح بقا اور وفا نہیں رکھتا۔ اس کی ظاہری آنکھیں کچھ اندھی نہیں ہیں بلکہ وہ دل اندھا اور بے بصیرت ہے جو سینے میں ہے۔

(۳۵) مخلوق سے مخلوق تک (یعنی اثر سے اثر تک) سفر نہ کر اس صورت میں تم تیلی کے بیل کی طرح ہو گے کہ جہاں پر اس کے چلنے کی انتہا ہوئی ہے وہی مقام اس کے چلنے کی ابتدا کا ہوتا ہے بلکہ تم پر لازم ہے کہ مخلوق سے خالق کی طرف اثر سے مؤثر تک سفر کرو کہ بے شک منتہائے سفر بارگاہِ الٰہی تک ہے۔

(۳۶) ایسے شخص کی ہم نشینی اور رفاقت اختیار نہ کرو کہ جس کا حال تم کو حق تعالیٰ کی محبت کی طرف آمادہ نہ کرے اور جس کا کلام (قال) باری تعالیٰ کی طاعت پر تجھ کو برانگیختہ نہ کرے۔

(۳۷) اس عمل کو کم نہ سمجھنا چاہیے جو تارک الدنیا قلب سے ظاہر ہوتا ہے اور اس عمل کو زیادہ نہ سمجھنا چاہیے کہ جو حریص الدنیا دل سے سرزد ہوتا ہے۔

(۳۸) ذکر میں حضور الٰہی نہ ہونے کے سبب سے ذکر کو نہ چھوڑنا چاہیے اس لیے کہ ذکر سے غافل رہنا زیادہ مضر ہے بہ نسبت اس کے کہ ذکر کیا جاوے لیکن اس میں حضور نہ ہو، بلکہ اس صورت میں اُمید ہے کہ حق تعالیٰ تمہارے مرتبہ کو ذکر بے حضور سے بڑھا کر ذکر جس میں غفلت نہ ہو تک پہنچا دے اور ذکر بیداری سے ذکر حضور تک اور ذکر حضور سے اس ذکر تک تمہارا مرتبہ بلند

www.sirat-e-mustaqeem.com

فرمائے جس میں کل ماسوی اللہ چیزیں نظر سے غائب ہو جاتی ہیں۔ اور یہ سلوک اللہ تعالیٰ پر کچھ دشوار نہیں۔

(۳۹) طاعات و حسنات کے فوت ہو جانے پر غم نہ ہونا، اور معاصی اور سیئات کے واقع ہونے پر پشیمانی کا نہ ہونا۔ موتِ قلب کی علامت ہے۔

(۴۰) کوئی گناہ تیرے خیال میں اتنا بڑا نہ ہونا چاہیے کہ تجھے اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسنِ ظن رکھنے سے روک دے اور اس کی رحمت اور فضل سے مایوس کر دے۔ اس لیے کہ جس نے اپنے رحیم و کریم پروردگار کو پہچانا، اس نے اپنے گناہوں کو اس کے عفو و کرم کے مقابلہ میں صغیر و حقیر جانا۔

(۴۱) اگر اس کے عدل و انصاف سے معاملہ ہوا تو کوئی گناہ بھی صغیرہ نہیں اور اگر اس کے رحم و کرم سے سامنا ہوا تو کوئی گناہ بھی کبیرہ نہیں۔

(۴۲) انوارِ معرفت قلبِ سالک کے لشکر ہیں جس طرح سے کہ غفلت کی تاریکیاں نفس کی فوجیں ہیں۔ جب الطافِ الٰہی اپنے بندہ کی مدد کا ارادہ کرتے ہیں تو اس کو انوارِ معرفت کے لشکر سے کمک پہنچاتے ہیں اور اغیار اور تاریکیوں کے دستبرد سے اُسے بچا لیتے ہیں۔

(۴۳) طاعت پر اس اعتبار سے نہ اترانا چاہیے کہ وہ تجھ سے (تیرے اختیار سے) ظاہر ہوئی ہے، بلکہ اس معنی کر کے خوش ہونا چاہیے کہ یہ طاعت اللہ تعالیٰ کی طرف سے (اس کی توفیق ہی سے) عمل میں آئی ہے

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ۝

"کہہ دو کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت پر خوش ہونا چاہیے یہ بہتر ہے ان چیزوں سے جو وہ جمع کرتے ہیں۔" (پ ۱۱ ع ۱۱)

(۴۴) ذلّت کی شاخیں طمع کے بیج سے ہی پھوٹ کر نکلتی اور پھیلتی ہیں۔

(۴۵) جس چیز سے تو نا اُمید ہے، اس سے آزاد ہے۔ اور جس کا تو طامع ہے اسی کا بندہ ہے

(۴۶) جس نے اپنے پروردگار کی طرف سے اس کے الطاف اور احسانات کی وجہ سے رُخ نہیں کیا تو وہ آزمائش کی زنجیروں میں جکڑ کر اسی کے سامنے کھینچا گیا۔

(۴۷) جو نعمتوں کا شکر بجا نہ لایا۔ وہ اُن کے زوال کے درپے ہوا۔ اور جس نے شکر گزاری

www.sirat-e-mustaqeem.com

کی تو گویا اس نے نعمتوں کو مضبوط شکیل (رسی) میں باندھ دیا۔

(۴۸) باریتعالیٰ کے احسان اور اپنی دائمی برائیوں سے ڈرنا چاہیئے کہ مبادا یہ تمہارے لیے استدراج (ڈھیل) کی صورت ہو۔ چنانچہ ارشاد ہے کہ:

سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ (پ ۹ ع ۱۳)

"ہم آہستہ آہستہ پکڑیں گے ان کو جہاں سے وہ نہ جانیں گے۔"

(۴۹) جب تم کسی بندے کو دیکھو کہ توفیق الٰہی نے اس کو اوراد کا پابند و خوگر بنایا ہے تو اس عطائے الٰہی کو اس لیے حقیر نہ سمجھو کہ تم اس پر عارفین کی علامت اور واصلین کی نورانیت نہیں دیکھ رہے ہو۔ اگر تجلیات الٰہی کا اس پر ورود نہ ہوتا تو ورد کی مداومت اور یہ استقامت بھی نہ ہوتی۔

(۵۰) باریتعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے ایک گروہ کو اپنی طاعت اور خدمت کے لیے مقرر فرمایا ہے اور ایک جماعت کو اپنی محبت کے لیے مخصوص کیا ہے:

كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ۚ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ۔ (پ ۱۵ ع ۲)

"ان کو اور ان کو (غرضیکہ سب کو) تمہارے رب کی عطا سے مدد کرتے ہیں اور تیرے رب کی عطا بند نہیں۔"

(۵۱) واردات الٰہیہ بسا اوقات اس لیے اچانک پیش آجاتے ہیں تاکہ بندے اپنی قابلیت اور استعداد کی وجہ سے کہیں ان کے مدعی نہ بن بیٹھیں۔

(۵۲) جس کو تو ہر سوال کا جواب دینے والا ہر مشاہدہ کا ظاہر کرنے والا اور ہر علم کا بیان کرنے والا دیکھے تو ان باتوں سے اس کا جہل سمجھ لو۔

(۵۳) صرف دار آخرت کو ہی اپنے مومن بندوں کے اعمال کے لیے محل جزا مقرر فرمایا، ایک تو اس وجہ سے کہ جو کچھ وہ ان کو دینا چاہتا ہے یہ دار دنیا اس کو سما نہیں سکتی۔ دوسرے یہ کہ دارِ بے بقا میں بدلہ دینے سے ان کی قدر و مرتبہ کو برتر و بلند ٹھہرایا۔

(۵۴) جس نے اپنے عمل کا ثمرہ دنیا میں پا لیا تو یہ اس کے آخرت میں قبول ہونے

www.sirat-e-mustaqeem.com

کی دلیل ہے۔

(۵۵) اگر تم باریتعالیٰ کے نزدیک اپنی قدر و منزلت معلوم کرنا چاہو تو یہ دیکھو کہ اس نے تمہیں کس کام میں لگا رکھا ہے۔

(۵۶) جب تجھ کو اس نے اپنی طاعت کی توفیق کے ساتھ ماسوا سے مستغنی کر دیا تو سمجھ لو کہ تجھ کو اس نے اپنی ظاہری اور باطنی نعمتوں سے مالامال کر دیا۔

(۵۷) ان سب چیزوں میں بہترین جو تم اپنے مولا سے طلب کرتے ہو وہ چیز ہے جس کا کہ وہ خود تجھ سے طالب ہے (یعنی عبودیت پر استقامت)

(۵۸) طاعت بجا نہ لانے پر غمگین ہونا اور باوصف اس غم کے پھر طاعت کے لیے نہ اٹھنا دھوکے میں پڑے ہوئے ہونے کی علامت ہے۔

(۵۹) عارف وہ نہیں ہے کہ جب اُس ذات کی طرف اشارہ کرے تو حق تعالیٰ کو اپنی طرف اپنے اشارہ سے بھی قریب تر پائے۔ بلکہ عارف حقیقی وہ ہے کہ جو حق تعالیٰ کے وجود میں فنا اور اس کے مشاہدہ میں محو ہو کر اپنے اشارہ ہی سے بے نیاز و بے خبر ہو جائے۔

(۶۰) امید در اصل وہی ہے جو اعمال پسندیدہ کے ساتھ مقرون ہو۔ عمل صالح کے سوا محض بضا (امید) آرزوئے بے جا ہے۔

(۶۱) عارفین کا اللہ تعالیٰ سے بہترین مقصد یہ ہے کہ عبودیت میں سچائی اور حقوق الٰہی کی پوری بجا آوری ہو۔

(۶۲) بسط تجھ پر اس وجہ سے فرمایا کہ قبض ہی میں نہ رہ جاؤ، اور قبض اس وجہ سے کیا کہ بسط ہی کے نہ ہو جاؤ۔ اور دونوں سے تجھ کو اس لیے نکالا کہ تو سوائے اپنے مولیٰ کے کسی کا نہ ہو۔

(۶۳) عارفین حالتِ قبض کی نسبت حالت بسط سے زیادہ خائف رہتے ہیں۔ اس لیے کہ حالت بسط میں بہت ہی کم لوگ حدودِ ادب پر ٹھہر سکتے ہیں۔

(۶۴) بسط کی حالت میں نفس سُرور کے ہونے سے اپنا حصہ لے لیتا ہے اور قبض کی حالت میں نفس کا کوئی حصہ نہیں ہوتا۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

(۶۵) کائنات عالم کا ظاہر فریب سے آراستہ ہے۔ اور اس کا باطن عبرت سے معمور ہے۔ پس نفس کی نظر اس کے فریب ظاہر ہی تک محدود ہوتی ہے اور قلب کی نگاہ اس کے باطنی مواقع عبرت ہی پر پڑتی ہے۔

(۶۶) اگر عزت دائمی کے خواہاں ہو تو عزت فانی کی طلب میں نہ پڑو۔

(۶۷) "طی" حقیقی (جو اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کو کرامت فرماتا ہے) یہ ہے کہ تو دنیا کی مسافت کو اپنی نظر بصیرت سے یہاں تک لپیٹ دے کہ تجھے آخرت اپنے وجود سے بھی قریب تر نظر آنے لگے۔

(۶۸) مخلوق کی داد و دہش فی الحقیقت حرمان ہے اور اللہ تعالیٰ کا نہ دینا بھی تیرے لیے اس کا احسان ہے۔

(۶۹) ہمارے پروردگار کی شان اس سے برتر و بالا ہے کہ بندہ تو اس کے ساتھ (اپنی طاعتوں سے) نقد کا معاملہ کرے اور وہ اس کا بدلہ قیامت کے ادھار پر چھوڑ دے۔

(۷۰) طاعت پر دنیا میں تجھ کو یہی بدلہ کافی ہے کہ تجھے اس نے طاعت کی توفیق دی اور اس کا اہل بنایا۔

(۷۱) جس نے اللہ تعالیٰ کی عبادت حصول ثواب یا دفع عقاب عذاب کے لیے کی تو گویا اس نے حق جل وعلا کی صفات کمال و عظمت و جلال کا اندازہ نہیں کیا اور نہ ان کا حق بجالایا۔

(۷۲) جب وہ تمہیں دیتا ہے تو یہ اس کے جود و کرم کی یاد دہانی ہوتی ہے اور جب نہیں دیتا تو اپنے قہر و غلبہ کا مشاہدہ کراتا ہے۔ دونوں صورتوں میں تجھ کو اپنی معرفت سے بہرہ ور فرماتا ہے اور اپنے لطف و کرم کے ساتھ تیری طرف متوجہ ہے۔

(۷۳) جس معصیت سے مولیٰ جل وعلا کے سامنے ذلت و افتقار پیدا ہو۔ وہ اس عبادت سے بہتر ہے جو نخوت اور تکبر پیدا کرے۔

(۷۴) جب باری تعالیٰ نے تجھے ماسوا سے متوحش اور دل برداشتہ کر دیا ہے تو سمجھ لے کہ وہ تیرے لیے اپنے ساتھ دلبستگی اور انس کا دروازہ کھولنا چاہتا ہے۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

(۷۵) جب اس نے تیری زبان کو طلب کرنے کے لیے قوتِ گویائی عطا کی۔ تو یقین جان کہ وہ تجھے دینا بھی چاہتا ہے۔

(۷۶) عارف وہ ہے جس کی بیقراری کبھی زائل نہ ہو اور ماسوی اللہ کے ساتھ اسے کبھی قرار حاصل نہ ہو۔

(۷۷) جس نے یہ گمان کیا کہ مصائب اور تکالیفِ مقدرہ میں اس کے الطاف کا سایہ انسان کے سر سے اٹھ جاتا ہے۔ تو یہ اس کی نظر عقل کا قصور ہے۔

(۷۸) پاک ہے وہ ذات جس نے معارف اور اسرار الٰہیہ خاصہ کو اوصاف بشریت کے ظہور کے پردہ میں چھپایا۔ اور اپنی عظمت ربوبیت کو اپنے بندوں کے لیے ان کی عبودیت کے آثار ظاہر کر کے ظاہر فرمایا۔

(۷۹) مقصد کے حصول میں تاخیر واقع ہونے سے اپنے پروردگار پر اعتراض و مطالبہ نہ کر بلکہ آدابِ دعا کے بجا نہ لانے پر اپنے نفس سے باز پرس کر۔

(۸۰) جب تجھ کو ظاہر میں اس نے اپنے حکم (شریع شریف) کا فرمانبردار بنایا اور باطن میں اپنی مقدرات کی تسلیم کی تمہیں توفیق بخشی۔ تو تجھ پر اس نے بہت بڑا احسان فرمایا۔

(۸۱) جب صبح ہوتی ہے تو غافل سوچتا ہے کہ آج میں کیا کروں گا اور دانشمند اس فکر میں غلطاں رہتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ میرے ساتھ کیا کرے گا۔

(۸۲) عابد اور زاہد ہر اس چیز سے جو خلاف طبع ہو وحشت اور نفرت کرتے ہیں اس لیے کہ وہ ہر ایک بات میں حضور الٰہی سے محجوب رہتے ہیں اگر وہ ہر چیز میں اُسی کا جلوہ دیکھ لیتے تو کسی چیز سے متنفر و متوحش نہ ہوتے۔

(۸۳) اسی دنیا میں تجھے اس نے اپنی مخلوقات میں نظر اعتبار سے دیکھنے کا حکم فرمایا ہے اور عنقریب اپنی ذات کاملہ آخرت میں تجھ پر عیاں کر دے گا۔

(۸۴) حق تعالےٰ نے جانا ہے کہ تم اس کے مشاہدہ کے بغیر صبر نہیں کر سکتے۔ اس لیے اپنے آثارِ قدرت کا تمہیں جلوہ دکھایا

www.sirat-e-mustaqeem.com

(۸۵) جب حق جل وعلا نے عبادت سے تیری ملالت وگرانی دیکھی تو رنگ برنگ کی عبادتیں تیرے لیے مقرر فرمائیں اور جب عبادت پر تیری حرص دیکھی تو ان کو اوقات مخصوصہ میں محدود کر دیا۔ اس لیے کہ تیرا قصد کامل نماز ادا کرنے کا ہو نہ محض صورت نماز کیونکہ ہر ایک نماز پڑھنے والا کامل نماز ادا کرنے والا نہیں ہوتا ہے۔

(۸۶) نماز فی الحقیقت معاصی کے میل کچیل سے دلوں کو پاک کرنے والی اور پوشیدہ اسرار کا دروازہ کھولنے والی ہے۔

(۸۷) نماز سرگوشی کا محل اور محبت و اخلاص کی منزل ہے۔ اسرار کی فضائیں قلب کے لیے اس میں کشادہ ہو جاتی ہیں اور اس میں انوار کے ستارے چمکتے ہیں۔

(۸۸) تیرا ضعف و ناتوانی معلوم کر کے نماز کی تعداد گھٹا دی اور فضل خداوندی کا محتاج جان کر اس کا ثواب بڑھا دیا (یعنی پچاس سے پانچ کر دیں اور پچاس کا ثواب پانچ ہی میں دے دیا)

(۸۹) جب تم کسی عمل پر عوض کے خواہاں ہو گے تو تم سے اس میں صدق و اخلاص کا مطالبہ ہوگا اور اخلاص کے ہونے میں تو متردد ہی ہوگا۔ اور متردد کو اپنے اس ناکارہ عمل کی عقوبت میں جزا و مواخذہ خداوندی سے سلامت رہنا ہی غنیمت ہے۔

(۹۰) اپنے کسی عمل پر جس کے در اصل تم فاعل ہی نہیں ہو عوض کے طلبگار مت ہو۔ ایسے عمل پر تجھ کو یہی عوض کافی ہے کہ اس کو اس نے قبول فرما لیا اور اس پر کچھ مواخذہ نہیں کیا۔

(۹۱) جب اپنا فضل و احسان تجھ پر ظاہر کرنا چاہتا ہے تو کسی نیک عمل کی تمہیں توفیق دے کر اس کو تیری طرف منسوب کر دیتا ہے۔

(۹۲) اگر اس نے تجھے تیرے اعمال ہی کی طرف لوٹا دیا تو تمہاری برائیوں کی کوئی انتہا نہ ہوگی اور اگر اپنا جود و کرم تجھ پر ظاہر فرمایا تو پھر تیری خوبیوں کی کوئی حد نہ ہوگی۔

(۹۳) اس کے اوصاف ربوبیت کے ساتھ متعلق اور اپنے اوصاف عبودیت کے ساتھ متحقق ہو جاؤ۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

(۹۴) مخلوق کی مملوکہ چیزوں پر تمہیں دعوے کرنے سے جب اس نے روک دیا ہے تو کیا تمہیں جائز ہو سکتا ہے کہ تم اس کی کسی صفت پر دعویٰ کرو۔ حالانکہ وہ رب العٰلمین ہے۔

(۹۵) تجھ سے خوارقِ عادات کیونکر ظاہر کیے جائیں۔ حالانکہ تم نے ابھی تک اپنی نفسانی عادتوں تک کو چھوڑا ہی نہیں۔

(۹۶) اپنے مولیٰ سے دعا و سوال کرنے میں کیا خوبی ہے۔ خوبی تو اس میں ہے کہ سوال میں حسن ادب کے طریقے کو تم ملحوظ رکھو۔

(۹۷) تیرے اضطرار و بیقراری سے زیادہ اسے کوئی چیز مطلوب نہیں اور تیری ذلت و احتیاج کے برابر مواہب الٰہی کو تیری طرف جلد لانے والی کوئی چیز نہیں۔

(۹۸) اگر یہ ہوتا کہ تو اس تک بجز اپنی خرابیوں کے نیست کرنے اور دعوؤں کے مٹانے کے کسی طرح نہیں پہنچ سکتا۔ تو تم کبھی اس تک نہ پہنچ سکتے۔ لیکن جب اس نے تجھ کو اپنے تک پہنچانا چاہا تو تیرے وصف کو اپنے وصف کے آغوش میں چھپایا اور تیری نعت کو اپنی نعت کے پردہ میں ڈھانکا۔ پس تجھ کو ان الطاف کی وجہ سے جو اس کی طرف سے تیری جانب متوجہ ہوئے نہ ان اعمال کی وجہ سے جو تیری طرف سے اس بارگاہ میں پیش ہوئے اس نے اپنے تک پہنچایا۔

(۹۹) اگر اس کی خوش آئند پردہ پوشی نہ ہوتی تو کوئی عمل لائق قبولیت نہ ہوتا۔

(۱۰۰) گناہ و نافرمانی کی صورت میں جس قدر تم حلم خداوندی کے محتاج ہو اس سے زیادہ بندگی اور طاعت کی حالت میں اس کے حلم کی تم کو ضرورت ہے۔

(۱۰۱) پردہ پوشی کی دو قسمیں ہیں ایک تو گناہ کے صدور ہی سے پردہ پوشی، دوسرے گناہ واقع ہونے کے بعد مخلوق سے پردہ پوشی۔ عوام تو اس وجہ سے کہ خلق کی نظروں میں ان کا مرتبہ نہ گر جائے۔ گناہ کے بعد پردہ پوشی کے طلبگار رہیں۔ اور خواص اس لیے کہ اپنے حقیقی مالک جل وعلا کی نظر لطف سے نہ گر جائیں گناہ کے واقع ہونے ہی سے پردہ پوشی کے اللہ تعالیٰ سے طلبگار رہتے ہیں۔

(۱۰۲) جس نے تیری تعظیم و تکریم کی درحقیقت اس نے تیری تعظیم و تکریم نہیں کی بلکہ اس

www.sirat-e-mustaqeem.com

نے تیرے مولائے حقیقی کی پردہ پوشی کی تعظیم و تکریم کی ہے (کہ اس نے تیرے عیوب کو چھپا دیا) تو تیری حمد و ثنا کا مستحق تیرا مولا ہے پردہ پوشی ہے نہ تیرا تعظیم و تکریم کرنیوالا شخص۔

(۱۰۳) اگر نور یقین تجھ پر روشن ہو جاتا تو آخرت کو اپنے نفس سے اس قدر قریب پاتا کہ اس کی طرف کوچ ہی نہیں کر سکتا۔ اور دنیا کی نعمتیں اس حال میں دیکھتا کہ ان پر فنا کے گھن چھا گئے ہیں۔

(۱۰۴) تمہیں اللہ تعالیٰ سے کسی موجود کے وجود نے محجوب نہیں کیا ہے لیکن تمہیں اس توہم نے کہ اس کے ساتھ کوئی موجود ہے اس ذات سے محجوب کر رکھا ہے۔

(۱۰۵) مخلوقات میں مشاہدہ جمالِ حق کو تیرے لیے مباح فرمایا اور خود ذات مخلوقات کے مشاہدہ پر توقف کی اجازت نہیں دی۔ چنانچہ اس ارشاد سے ثابت ہوتا ہے جس میں تیرے فہم کا دروازہ کھول دیا گیا ہے کہ:

قُلِ انْظُرُوْا مَاذَا فِي السَّمٰوٰتِ (پ ۱۱ ع ۱۵)

"کہہ (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اسے دیکھو جو آسمانوں میں ہے۔"

یہ نہ فرمایا کہ آسمانوں ہی کو دیکھو کہ اس صورت میں یہ ارشاد اجسام کے وجود پر دلالت کرتا جو مقصود نہیں ہے۔

(۱۰۶) لوگ بسبب ان اوصافِ حمیدہ کے جن کا وہ تجھ میں گمان کرتے ہیں تیری صفت کرتے ہیں تو تو بسبب ان بری خصلتوں کے جن کو اپنے نفس کے اندر یقینی طور پر جانتا ہے اپنی مذمت کر۔

(۱۰۷) مومن کامل کی جب مدح کی جاتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس لیے شرماتا ہے کہ اس کی ایسی بات پر تعریف ہو رہی ہے۔ جس کو وہ اپنے نفس کے اندر نہیں دیکھتا۔

(۱۰۸) سب سے جاہل شخص وہ ہے جو اپنے عیوب کے یقین کو اس وجہ سے چھوڑ دیتا ہے کہ لوگ اس کی بہ نسبت اچھا گمان رکھتے ہیں۔

(۱۰۹) جب تیرا مولیٰ تیری ایسی تعریف میں خلقت کی زبان کو گویا کر دے جس کے

www.sirat-e-mustaqeem.com

تم لائق بھی نہیں ہو۔ تو تم اپنے پروردگار کی ایسی ثنا کہو، جو اس کے لائق ہو۔

(۱۱۰) زاہدوں کی جب مدح کی جاتی ہے تو دل تنگ ہوتے ہیں اس وجہ سے کہ مدح کو مخلوق کی طرف سے سمجھتے ہیں اور جب عارفین کی مدح کی جاتی ہے تو وہ خوش ہو جاتے ہیں اس لیے کہ وہ اس کو حق جل وعلا سے ہی مشاہدہ کرتے ہیں۔

(۱۱۱) جب تیری ایسی حالت ہو کہ عطا سے تجھے فراخدلی اور منع سے دل تنگی ہو تو یہ تمہاری نادانی اور لڑکپنے کا ثبوت ہے اور تمہاری عبودیت میں سچے نہ ہونے پر دلیل ہے۔

(۱۱۲) جب تم سے کوئی گناہ سرزد ہو تو وہ تجھ کو تیرے پروردگار کے ساتھ حصول استقامت سے مایوس نہ کردے۔ اس لیے کہ شاید کہ یہ تیرا آخری گناہ ہو جو تیری تقدیر میں تھا۔

(۱۱۳) جب تو یہ چاہے کہ امید کا دروازہ تجھ پر مفتوح ہو تو اپنے مولا کے احسانات کا (جو تجھ پر ہیں) مشاہدہ کر اور اگر چاہے کہ خوف کا دروازہ تجھ پر کھلے تو جو کچھ تجھ سے نافرمانیاں اور بے ادبیاں اس کی جناب میں صادر ہوئی ہیں ان کا ملاحظہ کر۔

(۱۱۴) بسا اوقات قبض کی اندھیری رات میں وہ انعام ومعارف تمہیں دیتا ہے جس کو تم بسط کی روز روشن میں نہیں پا سکتے۔ چنانچہ ارشاد ہے کہ:

لَا تَدْرُوْنَ اَیُّھُمْ اَقْرَبُ لَکُمْ نَفْعًا۔ (پ ۴ ع ۱۳)

" تم نہیں جانتے کہ تمہاری بھلائی کس بات میں ہے "

(۱۱۵) تقدس وبرتری اسی ذات کو سزاوار ہے جس نے اپنے اولیاء کی طرف راہ یابی کا وہی طریقہ رکھا ہے جس کو اپنی راہ یابی کا طریقہ ٹھہرایا ہے اور اپنے اولیاء تک اسی کو پہنچاتا ہے جس کو اپنی طرف پہنچانا چاہتا ہے۔

(۱۱۶) بسا اوقات تم کو وہ اپنے رموز مملکت سے تو آگاہ فرما دیتا ہے لیکن اپنے بندوں کے بھیدوں پر تجھے مطلع نہیں کرتا۔

(۱۱۷) جس شخص نے بندوں کے بھیدوں پر واقف ہو کر رحمت الٰہی کو اپنی عادت نہ

www.sirat-e-mustaqeem.com

بنایا تو یہ آگاہی اس کے لیے فتنہ اور اس پر وبال آنے کا ذریعہ ہو جاتی ہے۔

(۱۱۸) تیری یہ خواہش کہ لوگ تیرے ظاہری اعمال اور باطنی احوال کی خصوصیت جان لیں۔ عبودیت میں تیرے سچے نہ ہونے کی دلیل ہے۔

(۱۱۹) خداوند تعالیٰ کی نظرِ لطف اپنی طرف دیکھ کر لوگوں کی نظر کو اپنے خیال سے دُور کر۔ اور التفات و توجہ خداوندی اپنی طرف مشاہدہ کر کے لوگوں کے التفات کی طرف متوجہ نہ ہو۔

(۱۲۰) حق جل و علا کو تجھ سے اس کے نہایت قرب ہی نے محجوب کر دیا ہے۔

(۱۲۱) حق جل و علا اپنی شدتِ ظہور ہی کی وجہ سے محجوب، اور اپنے نور کی عظمت ہی کے سبب آنکھوں سے مخفی ہو گیا ہے۔

(۱۲۲) دعا اور طلب سے تیرا مقصود حصولِ بخشش نہ ہونا چاہیے۔ اس لیے کہ اس صورت میں تیرا فہم حکم دعا کے اسرار و حکمت کے سمجھنے سے قاصر رہ جائے گا۔ بلکہ تیرا دعا کرنا صرف اپنی عبودیت کے اظہار اور اس کی ربوبیت کے حقوق کی نگہداشت کے لیے ہی ہونا چاہیے۔

(۱۲۳) تیری یہ طلب اور دعا جو تم اب کر رہے ہو اس عطا کا کیونکر سبب ہو سکتی ہے جو روزِ ازل ہی سے مقدر ہو چکی ہے۔

(۱۲۴) اس کا ازلی حکم اس سے برتر کہ علل و اسباب کی طرف منسوب ہو۔

(۱۲۵) اس کی یہ عنایتیں جو تجھ پر ہیں تیری کسی خوبی کی وجہ سے نہیں ہیں (خود ہی کہو) تم کہاں تھے۔ جب ازل میں اس کی عنایت تیری طرف متوجہ ہوئی اور اس کی رعایت تیرے سامنے آئی۔

(۱۲۶) ازل میں نہ عمل کا اخلاص تھا اور نہ احوال کا وجود بلکہ وہاں تو بجز فضلِ الٰہی اور کرمِ نامتناہی اور کچھ تھا ہی نہیں۔

(۱۲۷) سرِ عنایت کے ظاہر ہونے کے لیے (یعنی یہ بھید کہ عنایت ہر ایک پر یکساں نہیں) حق تعالیٰ نے جب اپنے بندوں کو مشتاق پایا تو فرمایا کہ:

www.sirat-e-mustaqeem.com

يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ (پ ۱ ع ۱۳)

"وہ اللہ تعالےٰ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت وعنایت کے ساتھ مخصوص کر دیتا ہے۔"
اور جب حق تعالیٰ نے یہ دیکھا کہ اگر ان کو اسی بات پر چھوڑ دیا جائے تو وہ تقدیر ازلی پر اعتماد کر کے عمل کرنا چھوڑ دیں گے تو فرمایا کہ:

اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ۔ (پ ۸ ع ۱۴)

"اللہ کی رحمت نیکو کاروں کے نزدیک ہے۔"

(۱۲۸) سب چیزیں مشیت ایزدی کا سہارا پکڑتی ہیں اور وہ کسی چیز کا سہارا نہیں پکڑتی۔

(۱۲۹) فاقوں کا نازل ہونا سالکوں اور مریدوں کے لیے عید ہوتی ہے۔

(۱۳۰) بسا اوقات فقر وفاقہ میں اس قدر انوار ومعارف کا نزول ہوتا ہے کہ ان کو تم نماز وروزہ میں بھی نہیں پاسکتے۔

(۱۳۱) مواہب الٰہی کے بچھونوں کے لیے فقر وفاقہ بمنزلہ دامن ہیں۔

(۱۳۲) اگر مواہب الٰہیہ کا نزول اپنے اوپر چاہتا ہے تو فقر وفاقہ کی تلخیوں کو اپنے اوپر گوارا بنالے کیونکہ حق تعالےٰ فرماتا ہے کہ:

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ (پ ۱۰ ع ۱۴)

"صدقات فقرا ہی کے لیے ہیں۔"

(۱۳۳) تم اپنی عبودیت کے اوصاف میں پختہ ہو جاؤ۔ وہ اپنے اوصاف ربوبیت کے ساتھ تیری امداد فرمائیگا۔ تم اپنی ذلت میں ثابت قدم رہو وہ اپنی عزت سے تیری اعانت کرے گا۔ تم اپنے عجز میں محکم ہو جاؤ۔ وہ اپنی قدرت سے تیری یاوری کرے گا۔ تم اپنی ناتوانی وضعف میں مضبوط ہو جاؤ۔ تو وہ اپنی قوت وطاقت سے تیری دستگیری فرمائے گا۔

(۱۳۴) گاہے ظاہری کرامت ان کو بھی مل جاتی ہے جو مرتبۂ استقامت شریعت میں بھی کامل نہیں ہوتے۔

(۱۳۵) مخلوق سے لینے کے لیے ہاتھ نہ بڑھاؤ مگر جب ان میں بھی اپنے مولائے حقیقی کو ہی عطا کرنے والا مشاہدہ کرنے لگو۔ اور جب تم اس درجہ پر پہنچ گئے تو خلائق سے وہ چیزیں لے سکتے ہو جن کے حلال وطیب ہونے پر تیرا علم ظاہر وباطن گواہی دے۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

(۱۳۶) اکثر اوقات عارف اپنے مولیٰ کی مشیت پر اکتفا کر کے اس کی طرف اپنی حاجت پیش کرنے سے حیا کرتا ہے تو بھلا وہ اس کی مخلوق کی طرف حاجت لے جانے میں کیونکر حیا نہ کرے گا۔

(۱۳۷) جب تجھ پر دو امر مشتبہ ہو جائیں تو دیکھ کہ ان دونوں میں سے نفس پر جو زیادہ گراں گزرتا ہے اسے اختیار کر۔ کیونکہ نفس پر وہی صورت شاق ہوتی ہے جو حق ہوتی ہے۔

(۱۳۸) نفلی عبادتوں میں چستی اور جلدی کرنا اور واجبات کی بجاآوری میں سستی اور غفلت برتنا خواہش نفسانی کے اتباع کی علامت ہے۔

(۱۳۹) تیرے لیے عبادات کو اوقاتِ معینہ کے ساتھ اس لیے مقید کر دیا۔ تاکہ کسل اور لیت ولعل تجھ کو مانع نہ ہو۔ اور اوقات فراخ مقرر کیے تاکہ کچھ حصہ اختیار کا بھی تیرے لیے باقی رہے۔

(۱۴۰) حق جل وعلا نے وظائف عبودیت کی بجاآوری میں جب اپنے بندوں کی کوتاہی معلوم فرمائی تو اپنی طاعت وعبادت ان پر واجب فرما کر گویا ایجاب کی زنجیروں میں جکڑ کر ان کو اپنی طرف ہانکا ہے۔ تیرا پروردگار ان لوگوں سے تعجب فرماتا ہے جو زنجیروں میں باندھ کر جنت میں بھیجے جاتے ہیں۔

(۱۴۱) بظاہر تم پر اپنی خدمت وطاعت کو واجب گردانا ہے۔ اور فی الحقیقت طاعت کو اس لیے واجب فرمایا ہے۔ تاکہ تیرا جنت میں داخل ہونا واجب ہو جائے۔

(۱۴۲) جس نے اس بات کو انوکھا اور دشوار جانا کہ خداوند تعالیٰ اس کو شہوات نفسانیہ کے پنجے سے چھوڑائیگا اور قید غفلت سے نکالے گا تو اس نے غیر متناہی قدرتِ الٰہی کو عجز کا دھبہ لگایا۔

وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا (پ ۱۵ ع ۱۸)

"حالانکہ اللہ تعالیٰ ہر ایک چیز پر قادر ہے"

(۱۴۳) بسا اوقات تجھے ظلمتِ فراق میں اس لیے مبتلا کر دیتا ہے تاکہ انوارِ وصال کی قدر معلوم ہو جائے۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

(۱۴۴) جس نے نعمتوں کی قدر نعمتوں کے ہوتے ہوئے نہ پہچانی تو اُن کے زوال کے بعد آپ ہی ان کی قدر جان جائے گا۔

(۱۴۵) خواہشاتِ نفسانیہ کی حلاوت ولذت کا قلب میں مستحکم ہو جانا سخت لاعلاج بیماری ہے۔

(۱۴۶) شہوت نفسانیہ کو دل میں سے بجز لرزا دینے والے خوف کے (جو مشاہدہ صفات جلالیہ سے ہو) یا بیقرار کرنے والے شوق کے (جو معائنہ صفات جمالیہ سے ہو) اور کوئی چیز نہیں نکال سکتی۔

(۱۴۷) حق جل وعلا جس طرح کہ عمل مشترک یعنی ریا آمیز کو پسند نہیں فرماتا اس طرح قلب مشترک کو جس میں غیر خدا کی محبت ہو محبوب نہیں رکھتا۔ عمل مشترک کو قبول نہیں فرمایا اور قلب مشترک کی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔

(۱۴۸) اوقات میں جو حقوق واجب ہیں (جیسے صوم وصلاۃ وغیرہا ظاہری عبادات) اگر فوت ہو جائیں تو ان کی قضا ممکن ہے۔ اور جو خود اوقات کے حقوق ہیں (یعنی واردات قلبیہ ومعاملات باطنیہ) ان کی قضا کسی طرح ممکن نہیں۔ اس لیے کہ کوئی وقت ایسا نہیں آتا کہ جس میں تجھ پر حق تعالے کا کوئی نیا حق یا کوئی تاکیدی حکم وارد نہ ہوتا ہو تو تم اس وقت میں غیر کا حق کس طرح ادا کر سکتے ہو جبکہ ابھی تم نے حق اللہ بجا نہیں لایا ہے۔

(۱۴۹) عمر گزشتہ کا کوئی عوض نہیں اور عمر موجودہ کی کوئی قیمت نہیں (یعنی بے بہا ہے)۔

(۱۵۰) جس چیز کی محبت کو تم نے اپنے دل میں جگہ دی تو فی الحقیقت تم اس کے غلام ہو گئے اور حق تعالیٰ اس کو پسند نہیں کرتا کہ تم غیر کے غلام بن جاؤ۔

(۱۵۱) نہ تیری طاعت اس کو کچھ نفع بخشتی ہے اور نہ تیری معصیت اسے کوئی نقصان پہنچاتی ہے۔ صرف اس لیے اس نے طاعت کا حکم دیا ہے اور معصیت سے روکا ہے کہ اس کا نفع بھی تیرے ہی طرف لوٹ آئے۔

(۱۵۲) کسی متوجہ ہونیوالے کی توجہ نہ اس کی بے پایاں عزت وعظمت کو کچھ بڑھاتی

www.sirat-e-mustaqeem.com

ہے اور نہ کسی رو گردانی کرنیوالے کی رو گردانی اس کی عزت گھٹاتی ہے۔

(۱۵۳) اللہ تعالیٰ تک تیرے پہنچنے کا مقصد یہ ہے کہ تم اس کے علم و عرفان تک پہنچ جاؤ۔ ورنہ حق جل وعلا اس بات سے برتر و بالا ہے کہ کوئی چیز اس سے متصل ہو۔ یا وہ کسی چیز سے متصل ہو جائے۔

(۱۵۴) تیرا قرب اس سے یہ ہو سکتا ہے کہ تو اس کے قرب کا مشاہدہ کرے۔ ورنہ تو کہاں اور اس کا قرب کہاں؟

(۱۵۵) حق جل وعلا کسی چیز سے کیونکر محجوب ہو سکتا ہے اس لیے کہ جو چیز اس کی حجاب ہوگی اس میں بھی اس کا جلوہ ظاہر موجود و حاضر ہوگا۔

(۱۵۶) جس عمل میں تو نے لذت حضور نہیں پائی اس کے قبول ہونے سے مایوس نہ ہو۔ کیونکہ بسا اوقات جس عمل میں تجھ کو ثمرۂ دنیاوی (لذت و حلاوت) معلوم نہیں ہوتا وہ بھی قبول شدہ ہوتا ہے۔

(۱۵۷) جس معرفت کا ثمرہ تجھے معلوم نہ ہو اس پر خوش نہ ہو اور اس کی ستائش نہ کر اس لیے کہ بادلوں سے مقصود پھلوں کا وجود ہوتا ہے نہ محض بارش۔

(۱۵۸) جب تجھ پر معارف و واردات کے انوار پھیل گئے اور ان کے اسرار تیرے قلب میں ودیعت رکھے گئے تو ان کے بقا کا طالب نہ ہو۔ کیونکہ تو اللہ تعالیٰ کے مشاہدہ میں مستغرق ہو کر ہر ایک چیز سے بے نیاز ہے اور اس سے کوئی چیز تجھ کو بے نیاز نہیں کر سکتی۔

(۱۵۹) حق تعالیٰ کا تجھ کو بقدر کفایت دنیا اور جو چیز تجھ کو سرکش بنا دے اس سے روک دینا یہ اس کی تجھ پر پوری نعمت ہے۔ اس میں یہ فائدہ مضمر ہے کہ ان چیزوں کے کم ہونے سے جن سے تو خوش ہوتا ہے ضرور ہے کہ تیرا رنج و غم بھی کم ہوگا جبکہ ان چیزوں کا فقدان ہوگا۔

(۱۶۰) اگر تو چاہے کہ معزولی کے غم سے محفوظ رہے تو بے بقا اور ناپائدار ولایت دنیاوی اختیار نہ کر۔

(۱۶۱) اگر تجھ کو ولایت دنیاوی کی ابتدا اس کی طرف رغبت دلاتی ہے تو اس کی انتہا

www.sirat-e-mustaqeem.com

یعنی معزولی یا موت اس سے تمہیں بے رغبت اور بیزار کرتی ہے۔ اگر اس کا ظاہر تجھے اس کی طرف بلاتا ہے تو اس کا باطن تجھے اس سے روکتا ہے۔

(۱۶۲) خداوند تعالیٰ نے دنیا کو اغیار کا محل اور کدورتوں کا معدن اس لیے بنا دیا ہے کہ تجھ کو اس سے بے رغبت کر دے۔

(۱۶۳) اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ تو ترکِ دنیا کی نصیحت قبول نہیں کرے گا۔ تو اس نے دنیا کے مصائب کی چاشنی کا ایسا تلخ ذائقہ چکھایا کہ تجھ پر دنیا کی مفارقت سہل کر دی۔

(۱۶۴) فائدہ بخش علم وہی ہے جس کی شعاعیں سینہ میں پھیل جائیں اور دل پر سے شکوک و اوہام کے تاریک پردے اٹھا دے۔

(۱۶۵) عمدہ علم وہ ہے جس کے ساتھ خشیتِ الٰہی بھی شامل ہو۔ علم کے ساتھ اگر تجھے خوفِ خدا بھی ہے تو وہ علم تجھے فائدہ رساں ہے ورنہ وہ تیرے لیے نقصان بخش ہے۔

(۱۶۶) اگر لوگوں کی تیری طرف بے توجہی یا تجھے بدگوئی کے ساتھ یاد کرنا تجھے تکلیف دے تو تجھ کو اپنے معاملہ میں اللہ تعالیٰ کے علم کی طرف (جو تیرے افعال کی بہ نسبت ہے) رجوع کرنا چاہیے۔ اگر تجھ کو حق تعالیٰ کے علم پر قناعت نہ ہو۔ تو یہ آفت یعنی اللہ تعالیٰ کے علم پر قانع نہ ہونا ایذائے خلق کی مصیبت سے بدرجہا سخت تر ہے۔

(۱۶۷) مخلوق کے ہاتھوں تجھ کو صرف اس لیے اذیت پہنچاتا ہے کہ تیرا دل ان کے ساتھ وابستہ نہ ہو۔ نہ اس کا ارادہ ہے کہ تجھکو مخلوق کی اذیت پہنچا کر ہر ایک چیز سے دل برداشتہ کر دے تاکہ کوئی چیز اس سے تجھے غافل نہ کر دے۔

(۱۶۸) جب تو یہ جانتا ہے کہ شیطان تیرے بہکانے اور اغوا سے غافل نہیں رہتا تو تم بھی اپنے اس مولا سے جس کے قبضۂ قدرت میں تیری جان ہے غفلت نہ کرو۔

(۱۶۹) جس نے اپنے لیے تواضع کو ثابت کیا تو وہ شخص بے شبہ متکبر ہے۔ کیونکہ تواضع کا دعویٰ تو اپنی رفعتِ قدر کے مشاہدہ کے بعد ہی ہوگا۔ پھر جب اپنے لیے تواضع کا دعویٰ کرتا ہے تو گویا اسے اپنے بلند مرتبہ پر نظر ہے تو وہ متکبر ہوا۔

(۱۷۰) حقیقت میں وہ شخص متواضع نہیں کہ جب کبھی تواضع سے کوئی کام کرے تو اپنے

www.sirat-e-mustaqeem.com

آپ کو اس سے بلند و بالا سمجھے۔ بلکہ متواضع وہ ہے کہ جب تواضع کا کوئی کام کرے تو اس سے بھی اپنے کو کمتر و پست خیال کرے۔

(۱۷۱) حقیقی تواضع وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کی تجلی کے مشاہدہ سے پیدا ہو۔

(۱۷۲) مؤمن کو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اپنے نفس کی خود پسندی و شکر گزاری سے روک دیتی ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کے حقوق کی بجا آوری کا خیال اسے اپنے حظوظ نفسانی کی یادداشت سے باز رکھتا ہے۔

(۱۷۳) محب صادق وہ نہیں جو اپنے محبوب سے عوض کا امیدوار یا حصول غرض کا طلبگار ہو۔ بلکہ محب حقیقی وہ ہے جو اپنے محبوب کے لیے سب کچھ نثار کر دے۔ نہ یہ کہ محبوب ہی اس کے لیے کچھ ایثار کرے۔

(۱۷۴) تجھ کو اپنے عالم شہادت اور عالم غیب کے درمیانی عالم میں اس لیے پیدا کیا کہ تیری عظمت قدر اور سب مخلوقات پر تیری فوقیت منزلت تجھے معلوم کرا دے۔ اور یہ جتلا دے کہ تو ایسا گوہر یکتا ہے جس پر تمام مخلوقات صدف کی طرح سے لپٹے ہوئے ہیں۔

(۱۷۵) عالم سفلی تیری جسمانیت کے اعتبار سے ہی تجھے سمائے ہوئے ہے۔ ورنہ بلحاظ تیری روحانیت کے تجھے کبھی سما نہیں سکتا۔

(۱۷۶) جو دنیا میں موجود ہو اور اس کے لیے علوم و معارف غیبیہ کے دروازے مفتوح نہ ہوئے تو وہ شخص اپنی شہوات کے احاطہ میں مقید اور اپنی ہستی آب و گل کے چکر میں گھرا ہوا ہے۔

(۱۷۷) تم مخلوقات کے ساتھ اس وقت تک پابند ہو جبتک کہ تمہیں خالق کی معرفت کا مشاہدہ نہیں پھر جب تم نے مشاہدہ کر لیا تو ساری مخلوقات تیرے ساتھ ہوے گی۔

(۱۷۸) طاعت پر دنیا میں ہی ثمروں کا پانا آخرت میں طاعت کرنے والوں کے لیے ان پر بدلہ ملنے کی مبارکبادیاں ہیں اور خوشخبریاں۔

(۱۷۹) اسی کے بخشے ہوئے عمل پر تم کیونکر عوض طلب کر سکتے ہو اور اس کی دی ہوئی سچائی و اخلاص پر کس طرح سے جزا کا سوال کر سکتے ہو۔

(۱۸۰) اللہ تعالیٰ شانہ نے تجھ کو تین طرح سے بزرگی عطا فرمائی۔ اول یہ کہ تجھے اپنے

www.sirat-e-mustaqeem.com

ذکر کی توفیق دی۔ اور اگر اس کا فضل نہ ہوتا تو تم میں یہ لیاقت واہلیت نہ تھی کہ تم اپنی زبان اور قلب پر اس کے ذکر کو جاری رکھ سکو۔

دوسرے یہ کہ تجھے اپنی طرف منسوب کیا جس کی وجہ سے تجھے عبداللہ (بندۂ خدا) کا معزز خطاب دیا جاتا ہے۔

تیسرے تیرے ذکر کو اپنے یہاں فرما کر اپنی نعمتیں تجھ پر تمام کر دیں۔

(۱۸۱) بعض عمروں کی مدت دراز ہوتی ہے لیکن اس کے منافع کم ہوتے ہیں اور بعض عمروں کی مدت کم لیکن اس کے فوائد زیادہ ہوتے ہیں۔

(۱۸۲) جس کی عمر میں برکت دی جاتی ہے وہ تھوڑے زمانہ میں اللہ تعالیٰ کے الطاف و احسانات اس قدر پا لیتا ہے جن تک نہ اشارہ پہنچ سکتا ہے اور نہ دائرہ عبادت و بیان کے احاطہ میں آ سکتے ہیں۔

(۱۸۳) تمام مشاغل سے فارغ ہو کر پھر بھی اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ نہ ہونا اور موانع کی قلت کے باوجود بھی اس کی طرف رجوع نہ کرنا پوری رسوائی اور بے توفیقی ہے۔

(۱۸۴) سالک کو ضروری ہے کہ اس وجود کے ستونوں کو گرا دے۔ تاکہ اس کی بنائیں محکم ہو جائیں اور حواس و مقتضیات حواس کو اس سے چھین لے۔ بس دانا وہی ہے جس کی خوشنودی فانی کے بہ نسبت باقی کے ساتھ زیادہ ہو جس کا نور چمک اٹھا ہے اور جس کی درخشندہ علامتیں ظاہر ہو گئی ہیں تو اس عاقل نے اپنے فانی دار سے آنکھیں بند کر کے روگردانی کی اور پیٹھ پھیر کر اس سے اعراض کیا۔ نہ اس نے اس کو اپنا وطن بنایا۔ اور نہ اپنا مسکن ٹھیرایا۔

(۱۸۵) بلکہ اس میں رہ کر اپنی ہمت کو اللہ تعالیٰ کی طرف بڑھایا اور اللہ تعالیٰ کی طرف پیشقدمی کرنے میں اس سے اعانت طلب کرتا ہوا اس کی طرف چلا۔

وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ

لِیَکُوْنَ نَظْرِیْ اِلٰی حَوْلِکَ وَقُوَّتِکَ اِذَا اَدْخَلْتَنِیْ وَاسْتِسْلَامِیْ وَ

انْقِیَادِیْ اِلَیْکَ اِذَا اَخْرَجْتَنِیْ وَاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطَانًا نَّصِیْرًا

یَنْصُرُنِیْ وَ یَنْصُرُبِیْ وَلَا یَنْصُرُ عَلَیَّ یَنْصُرُنِیْ عَلٰی شُهُوْدِ نَفْسِیْ

www.sirat-e-mustaqeem.com

وَيُغْنِيْنِيْ عَنْ دَائِرَةِ حِسِّيْ -

"اور کہو کہ اے میرے پروردگار! میرا مدخل اور مخرج مقام صدق واخلاص فرما تاکہ داخل ہونے کے وقت میری نظر تیری طاقت اور قوت کی طرف لگی ہوئی ہو۔ اور خارج کرنے کے وقت میری گردنِ تسلیم ورضا تیرے آگے جھکی ہوئی ہو! اور اپنی جناب سے میرے لیے ایسا صاحب شوکت مددگار مقرر فرما جو میری اعانت کرے اور مجھ سے دوسروں کی اعانت کرائے اور مجھ پر کوئی غالب نہ ہو جائے اور نفس کے مشاہدہ پر وہ میری اعانت کرے اور دائرۂ محسوسات سے میرے وجود کو نکال کر فنا کر دے۔"

(۱۸۶) حق تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی کہ "اے داؤد! میرے سچے بندوں سے کہدے کہ وہ میرے ہی ساتھ خوش ہوں اور میرے ہی ذکر کے ساتھ اپنا دل ٹھنڈا کریں۔" اللہ تعالےٰ ہماری اور تمہاری مسرت اور فرحت اپنی ہی ذات اور اپنی رضامندی کے ساتھ فرمائے اور ہم کو اپنے سمجھنے والوں میں سے بنائے اور غافلین میں سے نہ کرے اور اپنے کرم واحسان سے ہم کو اہلِ تقوٰی کے راستے پر چلائے۔

(اب یہاں سے حکم بطور مناجات شروع ہوتے ہیں۔ حضرت شیخ فرماتے ہیں۔ رضی اللہ عنہ۔)

(۱۸۷) أَنَا الْفَقِيْرُ فِيْ غِنَايَ فَكَيْفَ لَا أَكُوْنُ فَقِيْرًا فِيْ فَقْرِيْ -

"الٰہی! جب میں اپنی غنا کی حالت میں بھی محتاج ہوں تو فقر کی حالت میں کیوں کر محتاج نہ ہوگا۔"

(۱۸۸) إِلٰهِيْ أَنَا الْجَاهِلُ فِيْ عِلْمِيْ فَكَيْفَ لَا أَكُوْنُ جَهُوْلًا فِيْ جَهْلِيْ -

"الٰہی! جب میں اپنے علم کی حالت میں بھی جاہل ہوں تو اپنے جہل کی حالت میں کس طرح جاہل نہ ہونگا۔"

(۱۸۹) الٰہی! تیری تدبیر کے اختلاف اور تیری تقدیر کے سرعت نزول نے تیرے عارفین

www.sirat-e-mustaqeem.com

بندوں کو تیری عطاء پر مطمئن ہونے سے اور مصیبت میں تجھ سے ناامید ہونے سے روک دیا ہے۔

(۱۹۰) اِلٰهِي مِنِّي مَا يَلِيقُ بِلُؤْمِي وَمِنْكَ مَا يَلِيقُ بِكَرَمِكَ۔

"الٰہی! مجھ سے وہی صادر ہوتا ہے جو میری دناءت اور ملامت کے لائق ہے اور تجھ سے وہی ظہور پذیر ہوتا ہے جو تیرے لطف و کرم کو سزاوار ہے۔"

(۱۹۱) اِلٰهِي وَصَفْتَ نَفْسَكَ بِاللُّطْفِ وَالرَّأْفَةِ قَبْلَ وُجُودِ ضَعْفِي۔

أَفَتَمْنَعُنِي مِنْهُمَا بَعْدَ وُجُودِ ضَعْفِي۔

"الٰہی! تو نے میری ناتوانی کے وجود سے پہلے اپنے آپ کو لطف و مہربانی سے متصف فرمایا ہے تو کیا اب میری ناتوانی کے وجود کے بعد مجھ کو لطف و مہربانی سے محروم فرمادے گا۔"

(۱۹۲) الٰہی! اگر مجھ سے نیکیاں ظاہر ہوں تو یہ تیرا فضل ہے اور تیرا مجھ پر احسان ہے۔ اور اگر مجھ سے برائیاں صادر ہوں۔ تو یہ تیرا عدل ہے اور تیری حجت مجھ پر ثابت ہے۔

(۱۹۳) اِلٰهِي كَيْفَ تَكِلُنِي إِلَى نَفْسِي وَقَدْ تَوَكَّلْتَ لِي وَكَيْفَ أُضَامُ وَأَنْتَ النَّاصِرُ لِي أَمْ كَيْفَ أَخِيبُ وَأَنْتَ الْحَفِيُّ بِي۔ هَا أَنَا أَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِفَقْرِي إِلَيْكَ وَكَيْفَ أَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِمَا هُوَ مُحَالٌ أَنْ يَصِلَ إِلَيْكَ أَمْ كَيْفَ أَشْكُو إِلَيْكَ حَالِي وَهِيَ لَا تَخْفَى عَلَيْكَ أَمْ كَيْفَ أُتَرْجِمُ لَكَ بِمَقَالِي وَهُوَ مِنْكَ بَرَزٌ إِلَيْكَ أَمْ كَيْفَ تَخِيبُ آمَالِي وَهِيَ قَدْ وَفَدَتْ إِلَيْكَ، أَمْ كَيْفَ لَا تَحْسُنُ أَحْوَالِي وَبِكَ قَامَتْ وَإِلَيْكَ۔

"الٰہی! جب تو میرا کفیل ہے تو میرے نفس پر مجھے کیوں سپرد کرتے ہو۔ اور جب تو میرا مددگار ہے تو میں کیونکر ذلیل ہو سکتا ہوں۔ اور جب تو مجھ پر مہربان ہے تو میں کس طرح ناکام رہ سکتا ہوں۔ میں اپنے فقر و مسکنت کو تیری بارگاہ میں وسیلہ پکڑتا ہوں اور جس چیز کا تیری بارگاہ عالی میں پہنچنا محال ہے۔ اس کو کیونکر وسیلہ بنا سکتا ہوں اور اپنے حال کی کس طرح تجھ سے شکایت کر سکتا ہوں۔ جبکہ وہ

www.sirat-e-mustaqeem.com

تجھ سے پوشیدہ نہیں۔ اور جبکہ میرا کلام بھی تیرے ہی حکم سے تیری بارگاہِ عالی میں نکلا ہے تو میں اس کو اپنا کلام ہونا کیونکر ظاہر کر سکتا ہوں۔ اور میری امیدوں کی جماعت وفد ہو کر جب تیری بارگاہ عالی تک چل کر پہنچی ہے تو وہاں سے کیونکر ناکام واپس ہو سکتی ہے اور جب میرے احوال کا مبداء و مرجع تو ہی ہے۔ تو وہ کیونکر عمدہ اور پسندیدہ نہ ہونگے۔"

(۱۹۴) اِلٰهِيْ! مَا أَلْطَفَكَ بِيْ مَعَ عَظِيْمِ جَهْلِيْ وَمَا أَرْحَمَكَ بِيْ مَعَ قَبِيْحِ فِعْلِيْ۔

"الٰہی! باوجود میری بڑی نادانی اور ناعاقبت اندیشی کے تو مجھ پر کس قدر مہربان ہے۔ اور باوجود میرے قبیح افعال کے تو مجھ پر کس قدر رحیم و کریم ہے۔"

(۱۹۵) اِلٰهِيْ! مَا أَقْرَبَكَ مِنِّيْ وَمَا أَبْعَدَنِيْ عَنْكَ۔

"الٰہی! تو مجھ سے کس قدر نزدیک اور میں تجھ سے کس قدر دور ہوں۔"

(۱۹۶) اِلٰهِيْ! مَا أَرْأَفَكَ بِيْ فَمَا الَّذِيْ يَحْجُبُنِيْ عَنْكَ۔

"الٰہی! تو مجھ پر کس قدر مہربان ہے پھر کونسی چیز مجھ کو تیرے مشاہدہ سے مانع و حاجب ہو سکتی ہے۔"

(۱۹۷) اِلٰهِيْ كُلَّمَا أَخْرَسَنِيْ لُؤْمِيْ أَنْطَقَنِيْ كَرَمُكَ وَكُلَّمَا آيَسَتْنِيْ أَوْصَافِيْ أَطْمَعَتْنِيْ مِنَّتُكَ۔

"الٰہی! جب کبھی میری بدی نے میری زبان بند کی۔ تو تیرے کرم نے مجھ کو گویا کر دیا اور جب کبھی میرے اوصاف رذیلہ نے مجھے مایوس کر دیا تو تیرے احسان نے میری ڈھارس بندھائی۔"

(۱۹۸) اِلٰهِيْ مَنْ كَانَتْ مَحَاسِنُهُ مَسَاوِيَ فَكَيْفَ لَا تَكُوْنُ مَسَاوِيْهِ مَسَاوِيَ وَمَنْ كَانَتْ حَقَائِقُهُ دَعَاوِيَ فَكَيْفَ لَا تَكُوْنُ دَعَاوِيْهِ دَعَاوِيَ۔

"الٰہی! جس کی نیکیاں بھی برائیاں ہوں تو بھلا اس کی برائیاں کیونکر برائیاں نہ ہونگی

www.sirat-e-mustaqeem.com

اور جس کے علوم و حقائق بھی دعوے ہی دعوے ہوں تو پھر اس کے دعوے کیونکر
محض دعوے نہ ہوں گے۔"

(۱۹۹) الٰہی! تیرے حکمِ نافذ اور مشیت غالب نے کسی صاحبِ مقال کے لیے جائے
مقال اور کسی صاحبِ حال کے لیے مقامِ حال باقی نہ چھوڑا ہے۔

(۲۰۰) اِلٰهِیْ اَنْتَ تَعْلَمُ وَاِنْ لَمْ تَدُمِ الطَّاعَةُ مِنِّیْ فِعْلاً فَقَدْ دَامَتْ
مَحَبَّةً وَعَزْمًا۔

"الٰہی! تو جانتا ہے کہ اگرچہ مجھ سے طاعت کی بجا آوری پر مداومت نہیں ہوئی
لیکن طاعت کی محبت و عزم پر یقیناً مداومت رہی ہے۔"

(۲۰۱) الٰہی! جب تو قاہر و غالب ہے تو میں کیونکر عزم راسخ کر سکتا ہوں اور جب
تو حکم فرماتا ہے تو میں کس طرح پختہ ارادہ نہ کروں۔

(۲۰۲) الٰہی! جو چیز اپنے وجود میں تیری محتاج ہے اس سے تیرے وجود پر کیونکر استدلال
ہو سکتا ہے۔ کیا ماسوی کو ایسا ظہور ہو سکتا ہے جو تجھے حاصل نہ ہو۔ یہاں تک کہ وہ
تجھے ظاہر کرنیوالا بنے۔ تو غائب ہی کب ہے جو تیرے وجود پر کسی دلیل لانے کی حاجت
پڑے اور تو بعید ہی کب ہے جو مخلوقات اور آثار کے ذریعہ تجھ تک رسائی ہو سکے۔

(۲۰۳) اِلٰهِیْ عَمِیَتْ عَیْنٌ لَّا تَرَاكَ عَلَیْهَا رَقِیْبًا وَخَسِرَتْ صَفْقَةُ عَبْدٍ لَّمْ
یَجْعَلْ لَهٗ مِنْ حُبِّكَ نَصِیْبًا۔

"الٰہی! وہ آنکھ جو تجھ کو اپنے اوپر نگہبان و محافظ نہ دیکھے، اندھی ہو۔ اور اس
بندے کی تجارت جس نے اپنے لیے تیری محبت کا حصہ نہیں لیا ٹوٹے میں پڑی ہوئی ہو۔"

(۲۰۴) اِلٰهِیْ اَمَرْتَ بِالرُّجُوْعِ اِلَی الْاٰثَارِ فَارْجِعْنِیْ اِلَیْهَا بِكِسْوَةِ الْاَنْوَارِ
وَهِدَایَةِ الْاِسْتِبْصَارِ حَتّٰی اَرْجِعَ اِلَیْكَ مِنْهَا كَمَا دَخَلْتُ اِلَیْكَ
مِنْهَا مَصُوْنَ السِّرِّ عَنِ النَّظَرِ اِلَیْهَا وَمَرْفُوْعَ الْهِمَّةِ عَنِ الْاِعْتِمَادِ
عَلَیْهَا اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔

"الٰہی! تو نے آثار کی طرف رجوع کرنے کا حکم فرمایا ہے تو مجھے اپنے انوار کے

www.sirat-e-mustaqeem.com

لباس میں اور نظر بصیرت کی رہنمائی کے ساتھ ان کی طرف پھیر تاکہ جس طرح سے میں قلب محفوظ اور ان پر اعتماد کرنے سے بلند ہمت ہو کر تیری بارگاہ میں داخل ہوا تھا۔ اسی بے نیازی کے ساتھ اب تیری بارگاہ عالی کی طرف رجوع کروں بےشک تو ہر ایک چیز پر قادر ہے۔"

(۲۰۵) اِلٰهِيْ هٰذَا ذُلِّيْ ظَاهِرٌ بَيْنَ يَدَيْكَ وَهٰذَا حَالِيْ لَا يَخْفٰى عَلَيْكَ مِنْكَ اَطْلُبُ الْوُصُوْلَ اِلَيْكَ وَبِكَ اَسْتَدِلُّ عَلَيْكَ فَاهْدِنِيْ بِنُوْرِكَ اِلَيْكَ وَاَقِمْنِيْ بِصِدْقِ الْعُبُوْدِيَّةِ بَيْنَ يَدَيْكَ۔

"الٰہی! یہ میری ذلت اور عاجزی تجھ پر ظاہر ہے اور میرا حال تجھ سے مخفی نہیں۔ تجھ سے ہی تیری بارگاہ تک پہنچنا طلب کرتا ہوں اور تیرے ہی ساتھ تیری طرف رہنمائی چاہتا ہوں۔ پس اپنے نور کے ساتھ اپنے حضور تک میری رہنمائی فرما۔ اور سچی عبودیت میں مجھے اپنے سامنے قائم رکھ۔"

(۲۰۶) الٰہی! اپنے پوشیدہ علوم کی مجھ کو تعلیم فرما۔ اور اپنے محفوظ نام (اسم اعظم) کی ستر و برکت سے مجھے محفوظ رکھ۔

(۲۰۷) اِلٰهِيْ اَغْنِنِيْ بِتَدْبِيْرِكَ عَنْ تَدْبِيْرِيْ وَبِاخْتِيَارِكَ لِيْ عَنْ اِخْتِيَارِيْ وَاَوْقِفْنِيْ عَلٰى مَرَاكِزِ اِضْطِرَارِيْ۔

"الٰہی! مجھ کو اپنی تدبیر کے ساتھ میری تدبیر سے اور اپنے اختیار کے ساتھ میرے اختیار سے بے نیاز و بے پروا کر دے اور مجھے اپنے مراتب عجز پر ٹھہرائے رکھ۔"

(۲۰۸) اِلٰهِيْ اَخْرِجْنِيْ مِنْ ذُلِّ نَفْسِيْ وَطَهِّرْنِيْ مِنْ شَكِّيْ وَشِرْكِيْ قَبْلَ حُلُوْلِ رَمْسِيْ بِكَ اَسْتَنْصِرُ فَانْصُرْنِيْ وَعَلَيْكَ اَتَوَكَّلُ فَلَا تَكِلْنِيْ وَاِيَّاكَ اَسْئَلُ فَلَا تُخَيِّبْنِيْ وَفِيْ فَضْلِكَ اَرْغَبُ فَلَا تَحْرِمْنِيْ وَ بِجَنَابِكَ اَنْتَسِبُ فَلَا تُبْعِدْنِيْ وَبِبَابِكَ اَقِفُ فَلَا تَطْرُدْنِيْ۔

"الٰہی! مجھ کو میرے نفس کی ذلت حرص و طمع سے نکال۔ اور قبر میں داخل ہونے سے پہلے مجھ کو شک شرک سے پاک فرما۔ تجھی سے اپنی ہوائے نفسانی اور

www.sirat-e-mustaqeem.com

وساوسِ شیطانی پر مدد مانگتا ہوں تو میری مدد کر۔ اور تجھی پر بھروسہ کرتا ہوں کسی دوسرے کے سپرد نہ فرما۔ اور تجھی سے سوال کرتا ہوں مجھ کو ناامید نہ کر۔ اور تیرے فضل و کرم کا امیدوار ہوں مجھے محروم نہ فرما۔ اور تیری ہی بارگاہ عالی کی طرف منسوب ہوں۔ مجھ کو وہاں سے دور نہ کر اور تیرے ہی دروازہ پر کھڑا ہوں مجھے وہاں سے نہ دھکیل۔"

(۲۰۹) الٰہی جب تیری رضا اس سے بھی پاک اور منزہ ہے کہ تیری طرف سے اس کے لیے کوئی علت یا سبب ہو۔ تو بھلا میرا کوئی عمل یا حال اس کا سبب کیونکر ہو سکتا ہے۔

(۲۱۰) الٰہی جب تو اپنی ذات کاملہ میں اس سے بھی غنی ہے کہ تجھ کو تجھ سے کوئی نفع پہنچے تو بھلا مجھ ناقص و ناکارہ سے تو کیونکر غنی نہ ہوگا۔

(۲۱۱) اِلٰهِيْ اِنَّ الْقَضَاءَ وَالْقَدَرَ غَلَبَنِيْ وَاِنَّ الْهَوٰى بِوَثَائِقِ الشَّهْوَةِ اَسَرَنِيْ فَكُنْ اَنْتَ النَّصِيْرَ لِيْ حَتّٰى تَنْصُرَنِيْ وَتَنْصُرَ بِيْ وَاَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ حَتّٰى اَسْتَغْنِيَ بِكَ عَنْ طَلَبِيْ۔

"الٰہی قضا و قدر مجھ پر غالب آئی۔ اور ہوائے نفسانی نے شہوت کی مضبوط زنجیروں میں مجھے جکڑ لیا ہے۔ تو اب تو ہی میرا مددگار ہو جا۔ کہ میری بھی اعانت کرے۔ اور میرے واسطہ سے دوسروں کی بھی مدد فرمائے اور اپنے فضل و کرم سے مجھے اس قدر غنی کر دے کہ تیرے مشاہدۂ جلال و جمال کے ساتھ اپنی طلب سے بھی مستغنی ہو جاؤں۔"

تو وہ پاک ذات ہے۔ جس نے اپنے دوستوں کے دلوں میں معارف کے انوار یہاں تک روشن کیے کہ انہوں نے تجھے پہچانا اور تیری وحدانیت کا اعتراف کیا۔ اور تو وہ ذات پاک ہے۔ جس نے اپنے دوستوں کے دلوں سے اغیار کے تعلق یہاں تک قطع کر ڈالے کہ انہوں نے تیرے سوا کسی کو محبوب نہ بنایا اور نہ تیرے سوا کسی دوسرے کا سہارا پکڑا۔ عالم کے کدورات نے جب ان کو متوحش و پریشان کیا تو تو ہی ان کا مونس رہا۔ حق کے راستے ان پر اسی لیے منکشف ہوئے کہ تو نے ہی ان کی رہنمائی فرمائی۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

جس نے تجھ کو نہ پایا اس نے کیا پایا۔ اور جس نے تجھ کو پایا اس نے کیا نہ پایا۔ جو تیرے بدلے کسی دوسرے سے راضی ہوا وہ خائب و خاسر رہا۔ اور جس نے تیری بارگاہ عالی سے دوسری طرف منہ موڑا۔ اس نے سخت نقصان اٹھایا۔

(۲۱۲) اِلٰهِي كَيْفَ يُرْجىٰ سِوَاكَ وَاَنْتَ مَا قَطَعْتَ الْاِحْسَانَ وَ كَيْفَ يُطْلَبُ مِنْ غَيْرِكَ وَاَنْتَ مَا بَدَّلْتَ عَادَةَ الْاِمْتِنَانِ

"الٰہی! تو نے اپنا احسان کم نہیں کیا ہے تو پھر کس طرح سے تیرے سوا کسی دوسرے سے امید کی جائے اور تو نے اپنی بندہ نوازی کی عادت کو نہیں بدلا ہے تو تیرے غیر سے کیونکر سوال کیا جائے۔"

(۲۱۳) اے وہ ذات جس نے اپنے دوستوں کو اپنی ہیبت کا لباس پہنایا۔ تو وہ اس کی عزت کیساتھ عزت والے ہو کر قائم ہوئے۔ ذکر کرنیوالوں کے وجود سے پیشتر تو اپنے احسان سے ان کو یاد کرنے والا ہے۔ اور عبادت کرنے والوں کی توجہ سے پہلے تو لطف و احسان کی ابتدا کرنے والا ہے۔ اور سوال کرنے والوں کے سوال سے پہلے تو بخشش کرنیوالا ہے۔ تو ہی بخشنے اور دینے والا ہے۔ پھر خود ہی دے کر اپنی عطا ہم سے بطریق قرض مانگنے والا ہے۔

(۲۱۴) الٰہی! اگرچہ میں تیری نافرمانی کروں پھر بھی میری امید منقطع نہیں ہوتی جس طرح سے کہ اگرچہ تیری فرمانبرداری کروں تو تیرا خوف مجھ سے زائل نہیں ہوتا۔

(۲۱۵) اِلٰهِي كَيْفَ اُخَيَّبُ وَاَنْتَ اَمَلِيْ وَكَيْفَ اُهَانُ وَعَلَيْكَ مُتَّكِلِيْ۔

"الٰہی! تو ہی میری اصل امید ہے تو پھر میں کیونکر ناامید ہو سکتا ہوں اور تو ہی میرا سہارا ہے پھر میں کیونکر ذلیل ہو سکتا ہوں۔"

(۲۱۶) اے وہ ذات! کہ جو اپنی رحمانیت سے عرش پر اس طرح مستوی و غالب ہوئے کہ عرش بھی اس رحمانیت میں غائب و مستور ہو گیا۔ جس طرح کہ سارے عالم اس عرش کے اندر ہی غائب پوشیدہ ہیں۔

(۲۱۷) اے وہ ذات! جو اپنی عزت و عظمت کے پردوں میں آنکھوں کے ادراک

www.sirat-e-mustaqeem.com

سے بالاتر اور محجوب ہے۔

(۲۱۸) اے وہ ذات! جس نے اپنی صفات کمالیہ کے ساتھ عارفین کے قلوب پر تجلی فرمائی تو اس کی بے نہایت عظمت ان کے قلوب کے اندر متحقق و راسخ ہو گئی۔ تو بھلا کیونکر چھپ سکتا ہے۔ جبکہ تو ظاہر و آشکارا ہے۔ اور تو بھلا غائب کس طرح ہو سکتا ہے جبکہ تو ہی نگہبان و حاضر ہے۔

اللہ ہی توفیق دینے والا ہے اور اسی سے ہم اعانت طلب کرتے ہیں۔

یہاں تک حکم کے چیدہ مقامات کی تلخیص ختم ہوئی۔

فقط

میں ہوں اپنے پروردگار کی رحمت کا محتاج بندہ محمد حسن فاروقی اللہ تعالیٰ اپنے لطف خفی سے مجھے بخش دے۔ اپنے رب کی بارگاہ میں یہ مناجات پیش کرتا ہوں،

"اے میرے پروردگار! اگر تو مجھے عذاب دے تو بسبب ان گناہوں کے جو مجھ سے سرزد ہو چکے ہیں۔ میں بیشک اس کا سزاوار ہوں۔"

اور کتنی میری خطاؤں کی لغزشوں پر تم نے پردہ پوشی فرمائی ہے۔ بیشک تو صاحب فضل و کرم ہے۔"

لوگ مجھے اچھا اور نیک خیال کرتے ہیں اور میں سب سے بدتر ہوں گا۔ اگر تو نے مجھے عفو نہ فرمایا۔

میرے پاس میری نجات کے لیے کوئی حیلہ نہیں مگر ایک تیرے عفو کی امید اگر تو نے مجھے بخش دیا۔ اور دوسرا میرا حسن ظن جو تیرے لطف سے وابستہ ہے۔

إِلٰهِي عَبْدُكَ الْعَاصِي أَتَاكَ — مُقِرٌّ بِالذُّنُوبِ وَقَدْ دَعَاكَ
فَإِنْ تَغْفِرْ فَأَنْتَ لِذَاكَ أَهْلٌ — وَإِنْ تَطْرُدْ فَمَنْ يَرْحَمْ سِوَاكَ

ترجمہ

اے پروردگار۔ تیرا نافرمان بندہ تیرے دربار میں حاضر ہوا ہے اس حال

www.sirat-e-mustaqeem.com

ہیں کہ اپنی خطاؤں کا اقرار کرتا ہے۔ اور تجھے پکار رہا ہے۔"
اگر تم اسے بخش دو گے تو تم اس بخشش کے ہر طرح سے لائق ہو۔ اگر
تم اسے نکال دو گے تو تیرے سوا اس پر بھلا کون رحم کرے گا۔"

اے میرے پروردگار۔ کسی عناد یا سرکشی کی وجہ سے میں نے تیری نافرمانی
نہیں کی۔ بلکہ میری کم بختی اپنی آرزو کو پہنچ گئی۔
اگر مجھے بخش دو گے تو تم اس بخشش کے ہر طرح سے اہل ہو اور اگر نکال
دو گے تو نہایت افسوس کا مقام ہے۔"

اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کی نیک توفیق سے رسالہ "طریق النجات" کی تالیف
سے پیر کے دن اوائل ربیع الاول سن تیرہ سو انچاس (۱۳۴۹) ہجری میں فراغت حاصل ہوئی۔

اَللّٰھُمَّ اخْتِمْ لَنَا بِالْخَیْرِ وَالسَّعَادَۃِ وَنَجِّنَا بِفَضْلِکَ مِنْ
اَھْوَالِ یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ بِجَاہِ مَنْ لَّہُ الْعِزُّ وَالْکَرَامَۃُ وَصَلَّی
اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ سُفُنِ النَّجَاۃِ
وَنُجُوْمِ الْھِدَایَۃِ اٰمِیْن ٥
اے میرے پروردگار۔ ہمارا خاتمہ سعادت و خوبی کے ساتھ کیجیو! اور اپنے
فضل و کرم سے بحرمت ذات معظم و مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روز
قیامت کے ہولناک مصائب سے ہمیں نجات بخشیو۔ آمین

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا و مولٰنا محمد و آلہ
واصحابہ و بارک وسلم

(آمین)

www.sirat-e-mustaqeem.com

رسالۃ التنویر فی بیان مسئلۃ التقدیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفٰی اعلم وفقک اللہ تعالٰی ان مسئلۃ التقدیر من ادق مسائل علم الکلام والایمان بہ واجب والبحث عن کنہ ماہیتہا ممنوع کما اشرنا الیہ فی اول کتاب طریق النجاۃ وکذٰلک مسئلۃ الروح قال اللہ تعالٰی ویسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی وما اوتیتم من العلم الا قلیلا فنحن لا نبحث عن کنہ ماہیۃ ہاتین المسئلتین لقصورنا فہما منا عن درکہا ونفوض علمہا الی اللہ العزیز العلیم لکن البحث عن مسئلۃ التقدیر من حیث تعلقہا بافعال العباد والبحث عن الروح من حیث تعلقہا بابدان العباد۔ فقوم انکروا القدر وھم القدریۃ وقوم اثبتوہ

رسالہ تنویر در بیان مسئلہ تقدیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد الٰہی اور برگزیدہ بندوں پر سلام کہنے کے بعد جاننا چاہئے (اللہ تعالٰی تمہیں توفیق دے) کہ تقدیر کا مسئلہ علم کلام کے دقیق ترین مسائل میں سے ہے۔

حاصل یہ کہ تقدیر پر ایمان لانا واجب ہے اور اس کی حقیقت اور ماہیت کی بحث میں پڑنا ممنوع ہے۔ جس کی طرف ابتدائی کتاب میں ہم اشارہ کر چکے ہیں۔

مسئلہ روح کو بھی بالکل اسی طرح سمجھنا چاہئے۔ چنانچہ حق تعالٰی کا ارشاد ہے "کہ لوگ آپ سے (حضور کو خطاب ہے) روح کی حقیقت دریافت کرتے ہیں آپ کہدیجئے کہ روح میرے پروردگار کے حکم سے ہے اور تم لوگوں کو تھوڑا سا علم دیا گیا ہے" اس لئے ہم بھی اپنی کوتاہی عقل کی بنا پر کہ ان دونوں مسئلوں کے درک سے ہمارا فہم قاصر ہے۔ ان کی حقیقت اور ماہیت کی بحث نہیں چھیڑتے۔ اور ان کا علم اللہ ہی کو سونپ دیتے ہیں۔ لیکن مسئلہ تقدیر کی اس حیثیت سے بحث کرتے ہیں کہ اس کو افعال عباد سے کیا تعلق ہے۔ اور مسئلہ روح کی یوں بحث کی جاتی ہے کہ اس کو ابدان عباد سے کیا لگاؤ ہے۔

ایک گروہ نے تو قدر کا صاف انکار کر دیا ہے۔ ان کو "قدریہ" کہا جاتا ہے۔ اور ایک جماعت قدر

www.sirat-e-mustaqeem.com

وجعلوا العبد مجبوراً وهم المرجئة وهدى الله تعالٰى اهل السنة والجماعة الى الطريق الاوسط الاحوط - روى ابن عباس رضـ ان النبى صلے الله عليه وسلم قال صنفان من امتى ليس لهما فى الاسلام نصيبٌ المرجئة والقدرية قال الشيخ على القارى فى المرقات المرجئة هم الذين يقولون الافعال كلها بتقدير الله تعالٰى و ليس للعباد فيها اختيار فانه لا يضر مع الايمان معصية كما لا ينفع مع الكفر طاعة - والقدرية هم المنكرون للقدر القائلون بان افعال العباد مخلوقة بقدرهم لا بقدرة الله تعالٰى وارادته وانما نسبت هذه الطائفة الى القدر لانهم يبحثون فى القدر كثيرا انتهى - والباعث علينا فى البحث عن مسئلة التقدير نجات عقائد المسلمين عن الزيغ وعن نسبة الظلم الى الله تعالٰى وقد ابتلى بهذه المصيبة

کا تو اثبات کرتی ہے لیکن پھر اس کے ساتھ بندے کو بھی بالکل مجبور سمجھتے ہیں - ان کو "مرجیہ" کہا جاتا ہے - درمیانی اور محتاط طریقہ پر اللہ تعالٰی نے اہل سنت و الجماعت ہی کو ہدایت فرمائی ہے -

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو قسم کے لوگ میری امت میں سے ایسے ہوں گے کہ جو اسلام سے بالکل بے بہرہ ہوں گے ایک مرجیے اور دوسرے قدریہ -

شیخ علی قاری "مرقات" میں لکھتے ہیں کہ مرجیہ وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ کل افعال اللہ تعالٰی کی تقدیر سے ہیں اور بندوں کو ان میں کوئی اختیار نہیں اس لئے کہ ایمان کے ہوتے ہوئے کوئی معصیت ضرر رساں نہیں جسطرح سے کہ کفر کے بعد کوئی طاعت فائدہ مند نہیں - اور قدریہ وہ ہیں جو قدر کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بندوں کے افعال بندوں کی ہی قدرت سے پیدا شدہ ہیں اللہ تعالٰی کی قدرت اور ارادہ کو اس میں کوئی دخل نہیں - اس جماعت کو قدریہ اس وجہ سے کہتے ہیں کہ یہ لوگ مسئلہ قدر میں بحث بہت کرتے ہیں - (انتہا)

ہماری غرض مسئلہ تقدیر کی بحث سے یہ ہے کہ مسلمانوں کے عقائد کجروی اور اللہ تبارک و تعالٰی کیطرف ظلم کی نسبت کرنے سے نجات پائیں - اور یہی بات ہمارے لکھنے کی باعث ہوئی کہ اس مصیبت میں بہت سے اللہ کے بندے مبتلا نظر

www.sirat-e-mustaqeem.com

كثير من العباد فانك ترى
كثيرا من المنهمكين في الضلالة
التاركين لفرائض الله تعالى
اذا عاتبتهم بذلك يقولون هذا
شيء قدره الله علي قبل خلقي و
انا ما اقدر على تغيير خلق الله
نعني هذه العبارة اني مجبور
في ترك الواجبات وفعل المنهيات
والمجبور معذور وكيف يعذبني
الله تعالى على امر قدره الله
علي قبل خلقي - وهذه العقيدة
مفضية الى ابطال الشرائع وقول
ارسال الرسل عياذا بالله منها
وقد وقع لي مناظرة مع من يدعي
العلم والصلاح في هذه المسئلة
فقال العبد مجبور لان الله تعالى
قال والله خلقكم وما تعملون
فاعمال العبد لما كانت مخلوقة
لله تعالى فكيف يقدر العبد
على تغيير خلق الله - فقلت له
العبد مختار في فعله وان كان
مجبورا في اختياره لان الله
تعالى يقول فمن شاء فليؤمن
ومن شاء فليكفر فعلم

آتے ہیں۔ اور بہت دیکھا جاتا ہے کہ لوگ گمراہی میں
منہمک اور فرائض الہی کو ترک کئے ہوئے ہیں۔ لیکن
اگر تم ان کو ملامت اور تنبیہ کرو تو وہ کہدیتے ہیں کہ
یہ باتیں تو اللہ تعالیٰ نے ہماری تقدیر میں ہماری
پیدائش ہی سے پہلے لکھ دیں تھیں اب ہمیں کیا قدرت
و اختیار ہے کہ خلق الہی میں تغیر و تبدل کر سکیں۔ اس
کے یہ معنے ہوئے کہ واجبات کے ترک کرنے اور
محرمات کے ارتکاب پر ہم مجبور ہیں اور مجبور تو معذور
ہی ہے اور اللہ تعالیٰ بھلا ہمیں ایسی بات پر کیونکر
عذاب دے گا۔ جس کو ہماری پیدائش سے ہی پہلے
اس نے ہماری تقدیر میں لکھدیا ہو۔ اصل میں
یہ عقیدہ اس بات پر جا کر ختم ہوتا ہے کہ عیاذاً
باللہ سب شریعتیں باطل اور بیکار ہیں اور اللہ تعالیٰ
نے رسولوں کو فضول ہی بھیجا ہے۔

ایک ایسے شخص کے ساتھ جو علم و فضیلت
دعوے کرتا تھا میرا اس مسئلہ میں مناظرہ ہوا۔ تو
اس نے یہ کہا کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اللہ نے
تمہیں پیدا کیا اور تمہارے اعمال کو بھی۔ پس جبکہ
بندے کے اعمال اللہ تعالیٰ ہی کے مخلوق ہیں تو
بندہ بے چارہ تغیر خلق الہی پر کیونکر قادر ہو سکتا ہے
میں نے اس سے کہا کہ بندہ اپنے فعل میں
مختار ہے اگرچہ اپنے اختیار میں مجبور ہے اس لئے
کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو شخص چاہے ایمان لائے
اور جو شخص چاہے کافر بنے۔ اس سے ثابت ہوا کہ

www.sirat-e-mustaqeem.com

ان للعبد مشیۃ والمشیۃ
هی الاختیار. فقال وما
تشاؤن الا ان یشاء الله
فمشیۃ العبد منفیۃ. قلت
هذا هو معنی قولنا انه مجبور
فی اختیاره فحرکۃ الصحیح
خلاف حرکۃ المرتعش فالمرتعش
مجبور فی حرکتہ والصحیح لیس
مجبورا فی تحرکہ لان تحرکہ بارادتہ
لابد ان تکون لمصلحۃ دینیۃ
او دنیویۃ نفسیۃ او روحیۃ
نعم الطاقۃ الارادیۃ مخلوقۃ
لله تعالی بعد عزمك لل
الفعل وهذا معنی الآیۃ والله
خلقکم وما تعملون فسکت.
ولما کان فی المسئلۃ اغماض
اردت بعد ان شرحها
فنقول وبالله التوفیق.
اعلم
یا اخی
اولا سعۃ علم الله
تعالی من قولہ تعالی و
ان الله قد احاط بکل
شیء علما

بندہ مشیت (چاہنے کی قوت) رکھتا ہے اور مشیت
ہی اختیار ہے۔"
اس نے کہا کہ یہ بھی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے
کہ اور تم نہ چاہو گے مگر یہ کہ اللہ چاہے۔ اس سے
ثابت ہوا کہ بندہ مشیت نہیں رکھتا!
میں نے کہا کہ یہی تو ہمارے اس قول کا معنی
ہے کہ بندہ اپنے اختیار میں مجبور ہے۔ اس بات کو
اس مثال سے سمجھو کہ تندرست آدمی کی حرکت اس
آدمی کی حرکت کے مخالف ہوتی ہے جس کو رعشہ
کا مرض ہو۔ مرتعش اپنی حرکت میں مجبور ہوتا ہے اور
تندرست حرکت دینے میں مجبور نہیں اس لئے کہ
وہ تو اپنے ارادہ ہی سے حرکت دیتا ہے۔ جو ضرور
ہے کہ کسی دینی یا دنیوی۔ نفسانی یا روحانی
مصلحت کے بنا پر ہوگی۔ ہاں! یہ ضرور ہے کہ خود
طاقت ارادہ یہ تمہارے عزم کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ
پیدا کر دیتا ہے یعنی اللہ کی مخلوق ہے۔ اور یہی اس
آیت کا معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں پیدا کیا
ہے اور تمہارے اعمال کو بھی۔" پس وہ شخص چپ
ہو گیا۔" لیکن چونکہ ابھی اس مسئلہ میں پیچیدگی اور
اشکال باقی ہے۔ اس لئے میں نے ارادہ کیا کہ
اس مسئلہ کی پیچیدگی کو کچھ کھول دوں۔ (اور
اللہ تعالیٰ ہی سے توفیق مانگتا ہوں)
اے میرے عزیز بھائی! پہلے اللہ تعالیٰ کی
وسعت علم کو خود اللہ ہی کے کلام سے معلوم کرو

www.sirat-e-mustaqeem.com

ومن قوله تعالى يعلم ما بين ايديهم وما خلفهم ولا يحيطون بشئ من علمه الا بما شاء ومن قوله تعالى عالم الغيب لا يعزب عنه مثقال ذرة في الارض ولا في السماء ولا اصغر من ذلك ولا اكبر الا في كتاب مبين ومن قوله تعالى ولو ان ما في الارض من شجرة اقلام والبحر يمده من بعده سبعة ابحر ما نفدت كلمات الله والمراد من كلمات الله معلومات الله۔ والبرهان العقلي على سعة علمه تعالى انك ترى ما خلق الله في الارض من النباتات والجمادات وذوي الارواح بحيث يتحير عقلك في عدها وتعلم يقينا ان خالق الجميع هو الله تعالى وهو رازقهم وحافظهم وعلمه بكل شئ مقدم على خلقه والخلق فرع من فروع العلم لان من اراد خلق شئ لا بد ان يعلم اولا غايته من نفعه وضرره وخيره وشره والنفاسة والرزق ومحاله وماله

حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کا علم ہر ایک چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔ اور ارشاد ہے کہ وہ جانتا ہے جو کچھ خلق کے روبرو ہے اور جو ان کے پیچھے ہے۔ وہ نہیں احاطہ کر سکتے اس کے معلومات میں سے کسی چیز کا۔ اور ارشاد ہے کہ وہ عالم الغیب ہے اس سے ذرہ برابر چیز پوشیدہ نہیں نہ آسمان میں نہ زمین میں۔ اور نہ اس سے چھوٹی اور نہ اس سے بڑی (کوئی چیز ایسی نہ ہوگی) جو کتاب ظاہر میں موجود نہ ہو۔ اور ارشاد ہے کہ اگر جتنے کچھ زمین میں درخت ہیں سب قلم ہوں اور سمندر (سیاہی ہو) کہ اس کے پیچھے سات سمندر اس کی مدد کریں۔ (جب بھی) اللہ کے کلمات تمام نہ ہوں گے۔ کلمات سے مراد اللہ تعالیٰ کے معلومات ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی وسعت علم پر عقلی دلیل یہ ہے کہ زمین پر جو چیزیں نباتات، جمادات، اور حیوانات اللہ کی پیدا کی ہوئی اس انداز میں دیکھی جاتی ہیں کہ ان کے شمار میں عقل چکرا جاتی ہے۔ اور اس بات کو یقیناً ہر ایک جانتا ہے کہ ان سب کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے اور وہی ان کا رازق اور نگہبان ہی ہے۔ اور علم ہر ایک چیز کا اس کے پیدا کرنے سے پہلے ہی ہوتا ہے اور خلق تو علم کے فروغ میں سے ہے اس لئے کہ جو شخص کسی چیز کے پیدا کرنے کا ارادہ کرتا ہے ضرور ہے کہ پہلے اس کی غایت۔ نفع و نقصان۔ خیر و شر۔ انفاس و ارزاق۔ حال و مآل

www.sirat-e-mustaqeem.com

فبعد ما علم جميع ذلك يقدم
على خلقه فبين العلم والخلق
عموم وخصوص فلكل فرد من
افراد المخلوقات الغير المتناهية
علوم غير متناهية لخالق
ذلك المخلوق وان نظرت في
ملكوت السماوات وما فوقها
من المخلوقات ترى الارض
بمخلوقاتها بالنسبة اليها كقطرة
الى البحر المحيط فكيف تفي اقلام
الاشجار ومداد البحار المتناهية
بكتابة العلوم الغير المتناهية
فسلم القديم به قدير وان كان
الحديث به ضعيفا. ثم اعلم ان
علمه تعالى ليس كعلومنا حيث
يكون بعد ادراك المحسوسات
والمعلومات فان المعلومات جميعها
من الازل الى الابد صغيرها و
كبيرها قديمها وحديثها منكشفة
في علمه تعالى انكشافا تاما بسيطا
بحيث لا يعزب عنه مثقال ذرة
في الارض ولا في السماوات وان ما
اشرنا الى علمه تعالى بالانكشاف
البسيط انما هو بحسب فهمنا القاصر

سب کچھ جان لے۔ جب ان تمام امور کو جان لیتا ہے تو اس کے خلق پر اقدام کر سکتا ہے۔

اس صورت سے علم اور خلق میں عموم خصوص کی نسبت ہوئی۔ پس افراد مخلوقات غیر متناہیہ کے ہر ایک فرد کے لئے اس کا خالق یقیناً علوم غیر متناہیہ رکھتا ہے۔ اگر تم عالم سمٰوٰت اور جو اس سے بھی اوپر ہیں ان کے مخلوقات کو دیکھو تو کو زمین کی مخلوقات ان کی بہ نسبت ایسے معلوم ہونگیں جو نسبت ایک قطرے کو بحر محیط کے ساتھ ہو سکتی ہے۔ تو اب خود ہی سوچو کہ درختوں کی قلمیں اور دریاؤں کی سیاہیاں کہ جو سب متناہی ہیں علوم غیر متناہیہ کے لکھنے کے لئے کیسے کافی ہو سکتی ہیں۔ تو تمہیں تسلیم کرنا چاہئے کہ قدیم ان سب پر قادر ہے اگرچہ حادث اس کے جاننے سے عاجز ہے۔ اور اس بات کو بھی سمجھو کہ اللہ تعالیٰ کا علم ہمارے علوم کی طرح نہیں ہے کہ معلومات اور محسوسات کے ادراک کے بعد پیدا ہوتا ہو۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے علم میں سارے معلومات چھوٹے اور بڑے نئے اور پرانے کہ جو ازل سے ابد تک ہونے والے ہیں سب کے سب ظاہر منکشف ہیں بانکشاف تام بسیط۔ اس طرح پر کہ ایک ذرہ کے برابر بھی کوئی چیز اس سے آسمان اور زمین میں پوشیدہ نہیں ہے۔

ہم نے جو علم الٰہی کی تعبیر "انکشاف تام بسیط" کے لفظ سے کی ہے تو یہ باعتبار ہمارے افہام ناقص کے

www.sirat-e-mustaqeem.com

والا فعله تعالى صفة ذاتية
له تعالى فكما لا نقدر على
معرفة ذاته تعالى كذلك لا
نقدر على معرفة صفاته. اذا
علمت هذا فاعلم انه تعالى
علم في الازل انى اخلق
العبد الفلاني في يوم كذا في
ساعة كذا من سنة كذا ويبقى
في بطن امه كذا من الشهور
والايام ويولد ثم علم عمره وعمله
ورزقه واجله وخيره وشره
وصحته وسقمه وكلامه
وصمته وطاعته وعصيانه
واكله وشربه واخلاصه و
نفاقه وسعادته وشقاوته
وحركته وسكونه ونومه ويقظته
وحياته ومماته وجميع اطواره
واوضاعه من حين يولد الى
حين يموت وبعد الموت الى ابد
الآباد وعلم انه يفعل كذا في
ساعة كذا واجازيه بكذا وكان
هذا العلم مستكنا في خزائن العلوم
الغير المتناهية فلما ان اراد الله
تعالى اطلاع بعض خواص عباده

ہے۔ ورنہ علم الٰہی خداوند تعالیٰ کی صفت ذاتی ہے
اور جس طرح سے کہ ہم خداوند تعالیٰ و تقدس کی معرفت
ذات پر قدرت نہیں رکھتے۔ اسی طرح سے
معرفت صفات پر بھی ہم قادر نہیں ہیں۔
اس کے بعد یہ سمجھو کہ خداوند تعالیٰ نے ازل
میں جان لیا تھا۔ کہ میں فلاں بندہ کو فلاں
دن اور فلاں ساعت اور فلاں برس میں
پیدا کروں گا۔ اور یہ بندہ اپنی ماں کے
پیٹ میں اتنے مہینے اور اتنے دن رہیگا
اور اس کے بعد تولد ہوگا۔ اسی طرح سے
اس کی عمر اور عمل۔ رزق اور اجل
خیر و شر۔ تندرستی اور بیماری۔ گفتگو اور
خاموشی۔ فرمانبرداری اور نافرمانی۔
کھانا اور پینا۔ اخلاص اور منافقی۔ نیک
بختی اور بدبختی۔ حرکت اور سکون۔ سونا اور
جاگنا۔ حیات اور موت۔ اور سارے
اوضاع و اطوار جب سے پیدا ہوا ہے
مرنے کے دم تک اور مرنے کے بعد ابدالآباد
تک سب جان لئے تھے۔ اور یہ بھی جان
لیا تھا کہ یہ بندہ ایسا کام فلانی ساعت
میں کرے گا۔ اور اس کی یہ جزا اسے
ملے گی۔ یہ علم دراصل خزائن علوم غیر
متناہیہ میں پوشیدہ تھا۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ
نے ارادہ فرمایا کہ اپنے بعض خاص بندوں

www.sirat-e-mustaqeem.com

عليه من الملئكة المقربين وارواح
عباده الصالحين قابل
ذلك العلم المكنون
باللوح المحفوظ فظهر
جميع ذلك في اللوح بطريق
الانعكاس بواسطة القلم
الرباني فذلك هو التقدير
الذي امرنا بالايمان
به والقضاء الذي امرنا
بالرضاء به ولابد ان يظهر
جميع ما كتب في اوقاته المخصوصة
المقدرة لها لا تبديل
لكلمات الله تعالى كما قال
النبي صلى الله عليه وسلم
جف القلم بما هو كائن و
في هذا المحل يمحو الله ما
يشاء بسبب من الاسباب
ويثبت ما يشاء بسبب من الاسباب
لان القادر على الايجاد قادر
على الاعدام بالطريق الاولى
و
ذلك تقدير
العزيز
العليم

یعنی ملائکہ مقربین اور صالح بندوں کے ارواح کو اس سے اطلاع دے تو اس پوشیدہ علم کو لوح محفوظ کے سامنے کر دیا تو وہ سب لوح محفوظ میں بواسطہ قلم ربانی بصورت انعکاس ظاہر ہو گئے اسی کو تقدیر کہتے ہیں جس پر ایمان لانے کا امر کیا جاتا ہے اور یہی قضا ہے جس پر راضی رہنے کا حکم دیا جاتا ہے۔

اور ضرور ہے کہ جو کچھ وہاں لکھ جا چکا ہے وہ اپنے اوقات مخصوصہ معینہ پر ہی ظاہر ہو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے کلمات میں تبدیل کی گنجائش نہیں اور جیسے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "جو چیزیں ہونے والی ہیں ان کو لکھ کر قلم فارغ ہو گیا ہے" اور اسی محل میں یہ آیت وارد ہے کہ محو کرتا ہے اللہ جو چاہتا ہے کسی سبب سے اور ثابت رکھتا ہے جو چاہتا ہے کسی سبب سے۔ اس لئے کہ جو پیدا کرنے پر قادر ہو وہ ناپید کرنے پر بطریق اولیٰ قادر ہوگا۔

اور یہ خداوند غالب و دانا کی تقدیر ہے۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

اذا علمت هذا فاعلم ان التقدير على نوعين النوع الاول ما كان لكسب العبد فيه مدخل و تسبب لحصول الرزق و الافعال البدنية والحركات الارادية والنوم واليقظة والطاعة والعصيان وغيرها والنوع الثاني ما لم يكن لكسب العبد فيه مدخل كالحيوة والممات والصحة والسقم وعروض الآفات الارضية والسماوية وتولد الذكور والاناث من الاولاد وغيرها ولا كلام لنا فيما لم يكن لكسب العبد فيه مدخل واللازم على العبد فيها التسليم والرضاء واما النوع الاول وهو ما كان لكسب العبد فيه مدخل فنقول ان عمل العبد سبب لتقديره تعالى خيرًا كان او شرًا والجزاء

جب تمہیں یہ معلوم ہو گیا تو اب جاننا چاہئے کہ تقدیر دو قسم پر ہے۔ پہلی قسم وہ ہے کہ جس میں بندے کے کسب و عمل کو اس میں دخل ہو اور کسب اس کا سبب بن جاتا ہو۔ جیسے حصول رزق۔ افعال بدنیہ اور حرکات ارادیہ نیند اور بیداری طاعت و عصیان وغیرہ۔

اور دوسری قسم وہ ہے جس میں کسب عبد کو مطلق دخل نہیں جیسے حیات و موت صحت و مرض۔ آفات سماویہ و ارضیہ کا عارض ہونا۔ اولاد میں نر و مادہ کا پیدا کرنا وغیرہ۔

اور اس صورت میں جس میں کہ بندہ کے کسب کو دخل نہیں ہماری گفتگو بے سود ہے بلکہ بندہ پر اس صورت میں یہ لازم ہے کہ تسلیم اور رضا کو اپنا مسلک بنائے۔

لیکن پہلی قسم "جس میں بندے کے کسب کو دخل ہوتا ہے" اس کے بارہ میں ہم تمہیں بتلا دیتے ہیں کہ بندہ کا عمل نیک ہو چاہے برا اللہ تعالیٰ کی تقدیر کا سبب بن جاتا ہے۔ اور جزا جو اس پر

www.sirat-e-mustaqeem.com

المرتب علیہ مسبب لہ لان العبد یعمل باختیارہ خیرا کان او شرا ویجزیہ اللہ تعالیٰ علیہ ان کان خیرا فخیر وان کان شرا فشر ان لم تسبقہ العنایۃ بالتوبۃ او بالشفاعۃ او غیر ذلک حتی انہ لم یکتب علیہ شرہ برھۃ من الزمان لعلہ یتوب کما ورد فی الحدیث قال اللہ تعالیٰ من عمل صالحا فلنفسہ ومن اساء فعلیھا وما ربک بظلام للعبید و قال تعالیٰ

فاما من اعطیٰ
واتقیٰ
وصدق بالحسنیٰ
فسنیسرہ
للیسریٰ

مرتب ہوتی ہے وہ اسی کا نتیجہ یا سبب ہوتی ہے اس لئے کہ بندہ برا یا بھلا عمل اپنے اختیار ہی سے کرتا ہے حق سبحانہ وتعالیٰ پھر اس عمل کے لحاظ سے بری یا بھلی جزا دے دیتا ہے بشرطیکہ عنایت ازلی نے توفیق توبہ سے اس کی دستگیری نہ کی اور شفاعت نے اس کو اپنے سایۂ رحمت میں نہ لیا وغیر ذالک۔

یہ صورت نہیں ہوتی کہ یکایک بری جزا اس کے لئے لکھ دی جاتی ہے اس لئے کہ شاید توبہ کی توفیق اسے نصیب ہو جائے۔ چنانچہ ایسا ہی حدیث شریف میں وارد ہو چکا ہے؛

حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جس کسی نے نیک عمل کیا تو اپنے بھلے کے لئے کیا اور جس نے بدکاری کی تو وبال بھی اسی پر ہے اور تمہارا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے۔

اور ارشاد ہے کہ جس نے دیا اور تقویٰ کیا اور سچ سمجھا اچھی بات (یا جنت) کو تو ہم آسان کر دیں گے

www.sirat-e-mustaqeem.com

(وامّا من بخل واستغنیٰ و کذب بالحسنیٰ فنیسّرہٗ للعسریٰ) وانت تعلم ان فاء التعقیبیۃ تقتضی الترتیب والتعقیب فنعلم ان الجزاء یحدث بعد العمل والتقدیر الازلی و ھو علم اللہ تعالیٰ بھذہٖ القصۃ لا یجبر العبد علی العمل ولیس تقدیرہ تعالیٰ فی الازل سببا لمعصیۃ العبد حتّٰی یکون العبد مجبورا فی المعصیۃ و ینسب الظلم الی حضرت اللہ تعالیٰ وتقدس بتعذیبہ ایاہ بعد مجبوریتہ تعالی اللہ عما یقول الظالمون علوّا کبیرا لان اللہ تعالیٰ

راستے آسانی کے لئے۔ اور جس نے بخل کیا اور بے پروا رہا اور جھوٹ سمجھا اچھی بات (یا جنت) کو تو ہم اس کو آسان کردیں گے سختی اور تنگی کے لئے"۔

اس آیہ کریمہ میں (نحوی قاعدے) تم جب جانتے ہو گئے کہ "فاء" تعقیبیہ ترتیب اور درپے ہونے کو چاہتی ہے اس سے ثابت ہوا کہ جزا عمل کے بعد ہی پیدا کی جاتی ہے۔ اور تقدیر ازلی یعنی علم الٰہی جو اس کام کے متعلق تھا بندہ کو اس کام کرنے پر مجبور نہیں کرتا۔ اور تقدیر الٰہی جو ازل میں ہو چکی ہے بندے کی معصیت کا سبب نہیں بن جاتی یہاں تک کہ بندہ اپنی معصیت میں بالکل مجبور ہو۔ اور حق سبحانہ وتعالیٰ کی طرف ظلم کی نسبت کی جا سکے کہ بندہ کے مجبور ہونے کے ساتھ اسے عذاب دیا جا رہا ہے۔ "ظالموں کے اس کہنے سے حق سبحانہ وتعالیٰ برتر ہے اور بہت برتر ہے" اس لئے کہ خداوند تعالیٰ

www.sirat-e-mustaqeem.com

ليس بظلام للعبيد بل هو ارحم الراحمين بعباده وكيف يكلف الله عباده بامره لهم بلا امر وامر ونهيه لهم عن المناهي والحال ان العباد لا يقدرون على شئ من ذلك ويسلب التوفيق عنهم كمن يامر الاعمى بقراءة كتاب لم يعرفه وقد قال الله تعالى لا يكلف الله نفسا الا وسعها لها ما كسبت وعليها ما اكتسبت وهذه العقيدة من اخبث العقائد الفاسدة لان فيها ابطال الشرائع راسا وارسال الرسل فضولا

اپنے بندوں پر ظالم نہیں ہے بلکہ وہ تو اپنے بندوں پر ارحم الرحمین ہے۔ خود ہی سوچو کہ خداوند تعالیٰ اپنے بندوں کو کیسے اس بات کی بھلا تکلیف دے سکتا ہے کہ وہ کام کرو اور یہ کام نہ کرو اس حال میں کہ بندے بے چارے کسی چیز پر قدرت ہی نہ رکھتے ہوں اور توفیق ان سے چھین لی گئی ہو؟

یہ تو ایسا ہوا جیسے کوئی شخص کسی اندھے کے سامنے کوئی کتاب کھول دے کہ اس کو بیٹھے پڑھا کر جس کو وہ بے چارہ جانتا ہی نہ ہو۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اللہ تکلیف نہیں دیتا کسی کو مگر اس کی طاقت کے موافق اسی کو ملتا ہے جو اس نے کمایا اور اسی پر پڑتا ہے جو اس نے کیا۔

یہ عقیدہ سب عقائد فاسدہ میں نہایت ناپاک اور بُرا ہے اس لئے کہ اس کی بنا پر سب شریعتیں سرے سے بالکل باطل ٹھیریں گی۔ اور رسولوں کے مبعوث

www.sirat-e-mustaqeem.com

وعبثا عیاذا باللہ منہا۔
فان قلت کیف یکون عمل
العبد الحادث سببا
لتقدیرہ تعالیٰ وتقدیرہ
تعالیٰ ازلی وتقدم
السبب علی المسبب مسلم
عند اہل العلم فیلزم
تقدم المسبب علی السبب وذا
غیر جائز۔ قلت التبس
علیک العلم بالعمل
فان علمہ تعالیٰ بان العبد
الفلانی یفعل الفعل الفلانی
فی الزمن الفلانی واجازیہ
بالجزاء الفلانی ہذا ہو
التقدیر الازلی ونسلم تقدمہ
علی العمل الحادث للعبد
ولیس ہذا التقدیر العلمی
فی الحقیقۃ سببا ولا مسببا
بل السبب عمل العبد الحادث
والمسبب جزاء العمل
الحادث قال اللہ تعالیٰ واللہ
خلقکم وما تعملون۔ فکما
ان خلق العبد حادث و
مباشرۃ الابوین سبب لہ

ہونے کو فضول اور عبث کہنا پڑیگا۔
پناہ بخدا۔

سوال: بندے کا عمل جو حادث (نو پیدا) ہے تقدیر الٰہی ازلی کا کیسے سبب بن سکتا ہے۔ اس لئے کہ سبب کا مسبب پر مقدم ہونا اہل علم کے نزدیک ثابت ہے اس صورت میں تو مسبب سبب پر مقدم ہو رہا ہے حالانکہ یہ جائز نہیں۔

جواب: تم پر علم اور عمل کا التباس ہو گیا ہے اس وجہ سے یہ اشکال پیدا ہوا ہے صورت واقعہ یہ ہے کہ علم الٰہی میں جو یہ بات تھی کہ فلاں بندہ فلانے زمانہ میں یہ کام کرے گا اور اس کو اس پر یہ جزا دی جائے گی یہی تقدیر ازلی ہے اور اس کی تقدیم بندے کے حادث فعل پر ہم ضرور مانتے ہیں لیکن یہ تقدیر علمی درحقیقت نہ سبب ہے نہ مسبب۔ بلکہ اس کا سبب بندے کا وہ حادث عمل ہے اور اس حادث عمل کی جزا اس کا مسبب ہے۔

حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اللہ نے تم کو پیدا کیا ہے اور تمہارے اعمال کو۔ پس جس طرح سے کہ بندہ خود حادث ہے اور والدین کی مقاربت اس کا سبب

www.sirat-e-mustaqeem.com

لكن لك خلق عمل العبد حادث ومباشرة العبد سبب له وجزاء الله تعالے اياه بعد عمله الحادث مسبب لذلك الفعل فلا يلزم تقدم المسبب على السبب

فان قلت اما سمعت فى الحديث الصحيح معاتبة موسىٰ لآدم على نبينا وعليهما الصلوة والسلام فى اكله الشجرة فقال له آدم عليه السلام بكم علمت تقديره على مر قدره الله على قبل خلق باربعين عاما قال النبى صلى الله عليه وسلم فحج آدم موسىٰ اھ كما قال صلى الله عليه وسلم

ہے اسی طرح سے بندے کا عمل کرنا حادث ہے۔ اور خود بندے کا اس کام کو کرنا اس کا سبب ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جو اس کو اس عمل حادث کے بعد جزا دے گا یہ اس عمل کا مسبب ہے پس کہاں سبب مسبب پر مقدم ہوا؟

سوال! کیا تم نے صحیح حدیث میں نہیں دیکھا ہے کہ حضرت موسیٰ نے حضرت آدم کے ساتھ شجرہ کے کھانے کے بارہ میں مناظرہ اور معاتبہ کیا۔ تو حضرت آدم علیہ السلام نے کہا کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ اس بات کی تقدیر میری پیدائش سے کتنا زمانہ پہلے ہو چکی تھی؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا چالیس سال پہلے۔ تو حضرت آدم نے کہا کہ کیا تم مجھے ایسی بات پر ملامت کر رہے ہو جس کو حق تعالیٰ نے میری پیدائش سے بھی چالیس سال پہلے میرے لیئے مقرر کر رکھا تھا

حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

پس اس حجت میں حضرت آدمؑ حضرت موسیٰؑ پر غالب ہوگئے؟

www.sirat-e-mustaqeem.com

فلو لم يكن العبد مجبورا بقضاء الله تعالى ما حج آدم موسى.

قلنا القصة صحيحة وهي تؤيد مقصودنا من وجوه الاول ان موسى عليه السلام كان نبيا و رسولا آتاه الله التوراة فيها تبيان كل شيء فلو كان آدم مجبورا في اكله الشجرة ما عاتب عليه.

الثاني ان كان آدم عليه السلام مجبورا في فعله ذلك لقال في عذره من خطيئته ربنا انت ابتليتني بهذا ولكنه قال ربنا ظلمنا انفسنا فان لم يكن له اختيار لما نسب الظلم الى نفسه والثالث شهادة رب العلمين على آدم بقوله وعصى آدم ربه فغوى ثم تاب عليه وهدى.

تو سوال یہ ہے کہ اگر بندہ، قضائے الہٰی سے مجبور نہ ہوتا تو کیسے حضرت آدم حضرت موسٰی پر غالب آتے؟

جواب:۔ یہ قصہ برابر صحیح ہے۔ لیکن یہ تو اور کئی وجوہ سے ہمارے مقصود کی تائید کر رہا ہے۔

وجہ اول یہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام رسول اور نبی تھے حق سبحانہ وتعالیٰ نے ان پر تورات اتاری تھی! جس میں ہر ایک چیز کا بیان تھا پس اگر حضرت آدم اس شجرہ گیہوں یا کھجور جو انہوں نے خلاف فرمان الہٰی جنت میں کھایا تھا کے کھانے پر مجبور ہوتے تو حضرت موسیٰ ان پر عتاب و ملامت نہ کرتے!

وجہ ثانی یہ کہ اگر آدم علیہ السلام اپنے فعل میں مجبور ہوتے تو اپنی اس خطا کے عذر میں یوں کہتے کہ "اے پروردگار تمہیں نے تو مجھے اس کام میں مبتلا کیا۔۔۔"

لیکن انہوں نے کہا تو یہ کہ "اے پروردگار، ہم نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے"۔ تو اگر ان کا کچھ بھی اختیار نہ ہوتا تو ظلم کو اپنی طرف کیوں نسبت دیتے!

وجہ ثالث یہ کہ خود پروردگار عالم کی گواہی حضرت آدم پر ان الفاظ میں ہے کہ آدم نے نافرمانی کی اپنے رب کی پس گمراہ ہوئے۔ پھر ان پر توجہ فرمائی (ان کی توبہ قبول فرمائی) اور راہ راست پر

www.sirat-e-mustaqeem.com

فلو کان مجبورا لما نسب العصیان والغوایۃ الیہ۔ بقی کلام فی قولہ علیہ الصلوۃ والسلام فحج آدم موسیٰ ومفہومہ مرد اللہ اعلم باسرار کلام حبیبہ ان آدم قال لمعنی انہ امر قد فرغ منہ ومعنی ما اراد اللہ علیّ فی علمہ قبل خلق فلا ینفع ایلامک لی فی ھذا الوقت۔ فان قلت سلمنا ان للعبد اختیار فی الفعل والترک و سلمنا ان فعل العبد سبب للجزاء المرتب علیہ فمن این حصل لہ الطاقۃ علی ذلک الاختیار قلنا ذلک من اللہ العزیز العلیم وذلک معنی قولنا مجبور فی اختیارہ بمعنی ان طاقۃ الاختیار حصلت لہ من اللہ تعالیٰ۔ فان قلت اذا کان طاقۃ الاختیار من اللہ تعالیٰ رجع الکلام الی اول البحث وصار العبد مجبورا فی اختیارہ فصار مجبورا فی افعالہ ولزم الدور کما

لائے تو اگر آدم علیہ السلام مجبور ہوتے تو نافرمانی اور گمراہی کی نسبت انکی طرف کیوں کیجاتی۔ البتہ یہاں پر یہ بات ایک کھٹکتی ہوئی رہجاتی ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے اس فرمودہ کا کیا مقصد ہے کہ "حضرت آدم حضرت موسیٰ پر حجت میں غالب آگئے" جبکہ ثابت ہوا کہ حضرت موسیٰ کا سوال ٹھیک تھا، حقیقت میں اللہ تعالیٰ ہی اپنے حبیب کے کلام کے اسرار زیادہ جانتا ہے۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آدم کے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے علم میں میری پیدائش سے پہلے میرے متعلق جو ارادہ فرمایا تھا وہ ہوچکا اور اسکا وقت گذر چکا، اب سو وقت تمہاری ملامت سے آخر کیا فائدہ؟

سوال: ہم نے تسلیم کرلیا کہ بندے کو کام کرنے اور نہ کرنے میں اختیار ہے اور یہ بھی مان گئے کہ بندے کا فعل ہی اس جزا کا سبب ہے جو اسپر مرتب ہوگی، لیکن خود یہ اختیار کہاں سے آیا اور اسپر طاقت کس نے دی؟

جواب: اس اختیار کی طاقت اللہ تعالیٰ ہی کیجانب سے ہے اور یہی معنی ہے ہمارے اس قول کے کہ بندہ اپنے اختیار میں مجبور ہے۔ اس سے یہی مراد ہے کہ اختیار کی طاقت اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے حاصل ہوئی ہے۔

سوال: جب اختیار کی طاقت خداوند تعالیٰ سے ہی ہوئی اور بندہ اپنے اختیار سے مجبور رہا تو اپنے افعال میں بھی مجبور ہوا اس صورت میں دور لازم آجاتا ہے اور بحث ابتدا سے بحث شروع ہوجاتی ہے؟

www.sirat-e-mustaqeem.com

قلنا ليس الامر كما زعمت
لأن الاختيار معناه تساوى
الطرفين اعنى الفعل و
الترك فترجيح احدى
الطرفين على الآخر بقصده
وعزمه و استعمال الجوارح
فيما رجحه بقصده عمل العبد
امر تب عليه الجزاء حسب
فعله ان خيرا فخير وان
شرا فشر ونسبة الاجبار
فى الاختيار اليه سبحانه و
تعالى مجازى - قال الله
تعالى ومن يضلل الله فما
له من هاد - ومن يشاء
يضلله - ويضل الله
الظالمين ويفعل ما يشاء
فنسبة الضلال اليه تعالى
مجازى بعلاقة الارادة
الازلية واعطاء القوة
والقوت ومن هذا القبيل
قول موسى على نبينا و
عليه الصلوة والسلام ان
هى الا فتنتك - ومثاله
ولله المثل الاعلى كالمربي

جواب: یہ صورت اس طرح پر نہیں جو آپکے
خیال میں ہے اسلئے کہ اختیار کی معنی ہے دونوں طرف
یعنے فعل اور ترک کا برابر ہونا تو جب ان میں سے ایک
کو دوسرے پر اپنے قصد و ارادہ سے ترجیح دیجائیگی
اور جسکو ترجیح دی ہے اس کی سرانجامی کیلئے اعضاء
بھی کام میں لگائے جائینگے تو یہ بندہ کا عمل ہوا
جسپر جزا موافق عمل بُری یا بھلی مرتب ہو رہی ہے اور
مجبوری کی نسبت جو اختیار میں حق سبحانہ و تعالے
کی طرف کیگئی ہے۔ یہ مجازاً ہے۔ جیسا کہ حق تعالیٰ
کا ارشاد ہے جسکو اللہ گمراہ کرے اسکا کوئی رہبر
نہیں۔ اور جسکو اللہ چاہے گمراہ کردے اور اللہ
ظالموں کو گمراہ کرتا ہے اور جو چاہتا ہے کرتا ہے
ان سب مثالوں میں گمراہی کی نسبت
اللہ تعالے کی طرف ارادہ ازلیہ اور قوت
بخشنے اور رزق دینے کے علاقہ سے
مجازاً کی گئی ہے۔"

اور حضرت موسے (ہمارے
رسول اکرم پر اور ان پر اللہ تعالے
کی رحمتیں اور سلام ہوں) کا یہ قول
بھی اسی قبیل سے ہے۔ کہ یہ تیرا
فتنہ (آزمائش) ہی ہے۔"

اور اس کی مثال یہ ہے (اور
اللہ تعالے ہی کیلئے اعلےٰ مثال
(صفت) ہے۔) جیسے کوئی شخص اپنے

www.sirat-e-mustaqeem.com

ولدٌ والوالد عاق لوالده ويعمل
الخبائث والوالد مكبٌّ على
تربيته فيلومه الناس و
يقولون له انت اضللته
فالوالد وان كان يربّيه
لكنه لا يرضى بضلالته
كذلك ربنا يربّينا ولكن
لا يرضى بضلالتنا قال الله
تعالى ولا يرضى لعباده الكفر
قال صاحب الامالية فهو مريد
الخير والشر القبيح ولكن
ليس يرضى بالمحال۔ رجعنا
الى اصل البحث فالذى
يعتقد المجبورية للعبد و
يجيبنا بقوله هذا شيء
قدّره الله علىّ قبل خلقى
نراه منهمكا فى حصول الرزق
جميع عمره لا يفتر عنه ساعة
حتى انه لا يفرق بين الحلال
والحرام فان عاتبه احد على
ذلك الانهماك يقول يا شيخ
نحن مامورون بالسعى فى
حصول الرزق وهذا العالم
عالم الاسباب اوما سمعت

بیٹے کی پرورشش کر رہا ہو۔ اور بیٹا اپنے باپ کا نافرمان ہو اور بدکاریوں میں مبتلا ہو اس حال میں بھی باپ اس کی پرورشش تربیت میں بے حد کوشاں ہو۔ اس پر لوگ باپ کو ملامت کریں کہ تم نے اپنے بیٹے کو گمراہ کر دیا ہے باپ اگرچہ اس کی پرورش کر رہا ہے لیکن اس کی گمراہی سے وہ کبھی بھی راضی نہیں۔ اسیطرح سے ہمارا پروردگار ہماری پرورشش کرتا ہے لیکن ہماری گمراہی سے کسی طرح وہ راضی نہیں چنانچہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے کفر سے راضی نہیں۔ قصیدہ امالیہ والے فرماتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ بھلائی اور برائی دونوں کا ارادہ کرتا ہے لیکن محال سے وہ راضی نہیں"

اب ہم پھر اصل بحث کیطرف رجوع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ لوگ جو بندوں کی مجبوری کا اعتقاد رکھتے ہیں اور ہمیں ہر سوال پر یہ جواب دیتے ہیں کہ یہ تو اللہ تعالیٰ نے ہماری تقدیر میں ہماری پیدائش سے پہلے ہی لکھ دیا تھا؛ انکو ہم رات دن رزق کے حاصل کرنے میں منہمک پاتے ہیں اور وہ عمر بھر اس طلب سے ایک گھڑی بھی غافل نہیں ہوتے یہاں تک اس گرمجوشی میں حلال اور حرام کے فرق کو بھی بالائے طاق رکھدیتے ہیں۔ اب اگر کوئی انہیں اس انہماک پر ملامت کرنے لگے تو بیدھڑک کہدیتے ہیں کہ حضرت! رزق حاصل کرنیکی کوشش پر تو ہم مامور ہیں اور یہ تو عالم اسباب ہے بغیر اسکے چارہ نہیں اور کیا آپنے نہیں سنا کہ

www.sirat-e-mustaqeem.com

قولہ صلی اللہ علیہ وسلم
اطلبوا الرزق من ابوابها و
الکاسب حبیب اللہ الی
غیر ذلك وما یحصل له من
الرزق ینسبه الی سعی نفسه
ویقول انا حصلت کذا انا
فعلت کذا ولا یذکر قوله
هذا شیء قدره الله علی
قبل خلقی یعتقد نفسه مجبورا
فی الطاعات وترك الواجبات
ویعد نفسه مختارا فی حصول
الارزاق حلالها وحرامها۔
وان دخل اللص بیته لاخذ
شیء من ماله یحاربه ویقاتله
وربما یقتله وان سبّه
احد یسبه باغلظ منه
ولا یلتفت الی عقیدته انه
مجبور فی دخول بیته وسبّه
کما هو بنفسه مجبور فی
ترك الفرائض والهجوم علی
ما نهی الله تعالی عنه وهذا
غایة الحماقة والسفاهة نسأل
الله تعالی العفو والعافیة
والاستقامة علی منهاج

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے تو فرما ہی دیا ہے کہ رزق کی طلب رزق کے دروازوں سے کرو۔ اور آپؐ فرماتے ہیں کہ کمانیوالا اللہ تعالیٰ کا حبیب ہے، وغیرہ وغیرہ۔ تعجب تو یہ ہے کہ جو کچھ کما لیتے ہیں اسکی نسبت اپنی ہی کوشش کی طرف کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں نے یہ چیز کمائی ہے اور میں نے یہ کیا ہے اور وہ کیا ہے۔ یہاں کبھی یہ نہیں کہتے کہ یہ اتنا ہی اللہ تعالیٰ نے میری پیدائش سے پہلے میری تقدیر میں لکھا تھا۔ اپنے آپکو عبادات اور واجبات کے ترک میں تو بالکل مجبور سمجھیں لیکن حلال و حرام رزق کے حاصل کرنے میں اپنے نفس کو مختار کل جانیں۔ عجیب حساب ہے۔

اور سنئے! اگر کوئی چور مال اٹھانے کیلئے انکے گھر میں گھس پڑے تو خوب داد شجاعت دیکر ان سے لڑینگے اور جو بس چلا تو گردن مارنے میں بھی دریغ نہ کرینگے۔ اسیطرح اگر انہیں کوئی گالی دے تو اُس سے بڑھکر غلیظ گالیاں بکنے لگینگے۔ ایسے مقام پر انکی نظر التفات کبھی اپنے عقیدے کیطرف نہ اٹھیگی کہ وہ بیچارہ بھی گھر میں گھسنے یا گالی دینے میں ایسا ہی مجبور ہے جیسا کہ ہم خود فرائض کے ترک اور محرمات الٰہی پر جھک پڑنے میں مجبور ہیں۔ خود ہی سوچو کہ یہ کس قدر حماقت اور سفاہت ہے۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں عفو و عافیت نصیب فرمائے اور اہلسنت والجماعت کے طریقہ پر

www.sirat-e-mustaqeem.com

اھل السنۃ والجماعۃ ونختم الرسالۃ بتائیۃ الشیخ اسماعیل المقری قال رحمہ اللہ تعالیٰ۔

الیٰ کم تمادی فی غرورٍ وغفلۃ
وکم ھکذا النوم الیٰ غیر یقظۃ
لقد ضاع عمرٌ ساعۃٌ منہ تشتری
بملء السما والارض ایۃ ضیعۃ
اترضیٰ من العیش الرغید وعیشۃ
مع الملاء الاعلیٰ بعیش البھیمۃ
فیا درۃً بین المزابل القیت
وجوھرۃً بیعت بابخس قیمۃ
افانٍ بباقٍ تشتریہ سفاھۃ
وسخطاً برضوانٍ وناراً بجنۃ
اانت صدیقٌ ام عدوٌ لنفسہ
فانک ترمیھا بکل مصیبۃ
ولو فعل الاعدا بنفسک بعض ما
فعلت لمستھم لھا بعض رحمۃ
لقد بعتھا ھوناً علیک رخیصۃ
وکانت بھذا منک غیر حقیقۃ
کلفت بھا دنیا کثیرٌ غرورھا
تقابلنا فی نصحھا بالخدیعۃ
اذا اقبلت ولت وان ھی حسنت
اساءت وان صافت فشق بالکدرۃ

استقامت بخشے"

ہم اپنے رسالہ کو شیخ اسمٰعیل مقری رحمہ اللہ تعالیٰ کے قصیدہ تائیہ پر ختم کرتے ہیں۔ حضرت شیخ فرماتے ہیں:۔

"(۱) کب تک غرور اور غفلت میں پڑے رہو گے اور کب تک ایسی نیند سوتے رہو گے جس کی انتہا بیداری پر نہیں ہوتی (۲) تمہاری ایسی بے بہا عمر ضائع ہو چکی ہے کہ اگر اس کی ایک گھڑی بھی آسمان و زمین بھر کر دینے سے خرید سکتے۔ تو اسکو ضائع نہ کہا جاتا تو (۳) کیا بہترین زندگی اور اس زندگی کے بدلے جو ملاء اعلیٰ کیساتھ ہو چوپایوں کی سی زندگی بسر کرنے پر راضی ہو گئے ہو؟ (۴) افسوس ہے کہ قیمتی موتی کو گندگی میں پھینکا گیا ہے اور جو ہر بے بہا کو ادنیٰ قیمت پر فروخت کر دیا گیا ہے؟ (۵) کیا سفاہت اور نادانی سے تم فانی کو باقی کے عوض اور غضب کو رضائے الٰہی کے بدلے دوزخ کو جنت کے عوض خریدتے ہو؟ (۶) کیا تم اپنے نفس کے دشمن ہو یا دوست کہ اسکو ہر ایک مصیبت میں ڈالدیتے ہو؟ (۷) اگر تمہارے دشمن تمپر ان مظالم میں سے ایک حصہ بھی کر گذریں جو تم نے اپنے نفس پر کئے ہیں تو انکو بھی ضرور کچھ نہ کچھ تمپر رحم آ جاتا؟ (۸) تم نے اپنے نفس کو بہت ہی سستا بیچا ہے اس لئے کہ وہ تمہارے سامنے حقیر ہے۔ اور در اصل اسکی اس قدر بیقدری کرنا تمہیں شایان اور مناسب نہیں؟ (۹) تم نے اپنے نفس کو ایسی دنیا میں مشغول رکھکر تکلیف دی ہے کہ جس کے تم ہوکے جیسا پڑے ہیں اور جو خیر خواہی اور نصیحت کیجگہ ہم سے بھی فریب اور دھوکہ ہی سے پیش آتی ہے؟ (۱۰) اسکی تو یہ حالت ہے کہ جب سامنے آتی ہے (تو فی الحقیقت) اسکی روگردانی ہوتی ہے اور جب بھلائی کرتی ہے تو وہ در اصل اسکی برائی ہوتی ہے اور اگر وہ صاف اور ستھری ہو جائے تو تم اسکے کدر اور گندہ ہونے پر یقین رکھو؟

www.sirat-e-mustaqeem.com

۱۱ وعيشك فيها الف عام وينقضي
كعيشك فيها بعض يوم وليلة
۱۲ عليك بما يجدى عليك من التقى
فانك في سهو عظيم وغفلة
۱۳ تصلى بلا قلب صلاة بمثلها
يصير الفتى مستوجبا للعقوبة
۱۴ تخاطبه اياك نعبد مقبلا
على غيره فيها لغير ضرورة
۱۵ ولو رد من ناجاك للغير طرفه
تميزت من غيظ عليه وغيرة
۱۶ تصلى وقد اتممتها غير عالم
تزيد احتياطا ركعة بعد ركعة
۱۷ فويلك تدرى من تناجيه معرضا
وبين يدى من تنحنى غير مخبت
۱۸ ذنوبك في الطاعات وهي كثيرة
اذا عددت تكفيك عن كل زلة
۱۹ تقول مع العصيان ربي غافر
صدقت لكن غافر بالمشيئة
۲۰ وربك رزاق كما هو غافر
فلم لا تصدق فيهما بالسوية
۲۱ فكيف ترجى العفو من غير توبة
ولست ترجى الرزق الا بحيلة
۲۲ وما هو بالارزاق كفل نفسه
ولم يتكفل للانام بجنة

(۱۱) بفرض محال) اگر تم دنیا میں ہزار برس بھی رہو تو وہ بھی اسی طرح گذر جائینگے جیسے تم پر ایک رات اور دن گذر جاتے ہیں۔ (۱۲) اپنے اوپر پرہیزگاری کو اور ان چیزوں کو جو نفع رساں ہوں لازم کر رکھو اسلئے کہ تحقیق تم ایک بڑی بھول اور غفلت میں پھنسے ہوئے ہو۔ (۱۳) حضور قلب کے سوا تم ایسی نماز پڑھتے ہو جس سے آدمی اور سزا و عقوبت کا مستحق ہو جاتا ہے۔ (۱۴) حق سبحانہ و تعالیٰ کو اس طرح پر مخاطب ٹھہراتے ہو کہ "ایاک نعبد" (ہم خاص تیری عبادت کرتے ہیں) درآنحالیکہ تمہاری توجہ بے ضرورت ما سوا اللہ کی طرف ہوتی ہے۔ (۱۵) برخلاف اسکے اگر کوئی شخص جو تم سے سرگوشی کر رہا ہے اگر غیر کیطرف منہ موڑ لے تو فرط غیظ و غضب سے تم اس پر بگڑ پڑتے ہو۔ (۱۶) نماز پڑھ رہے ہو اور اس کے ختم ہونے کی خبر ہی نہیں کہ احتیاطاً ایک رکعت کے بعد دوسری بڑھا دیتے ہو۔ (۱۷) وائے تم پر! کہ جس سے تم سرگوشی کر رہے ہو اسکو روگردان بنتے ہو اور جس کے آگے تم جھکتے ہو اس جھکنے میں بھی عجز و نیاز سے خالی ہو۔ (۱۸) تمہارے گناہ عبادتوں میں ہی اسقدر کثیر ہیں کہ انکا شمار کرنا ہی کافی ہے دوسرے گناہوں اور لغزشوں کے شمار کی کیا ضرورت ہے۔ (۱۹) تم کہتے ہو گناہوں کی کیا پروا میرا پروردگار بخشنے والا ہے۔ ہم کہتے ہیں سچ کہتے ہو لیکن بخشش بھی مشیت اور ارادہ کے بعد ہے۔ (۲۰) تیرا رب تو جسطرح کہ بخشنے والا ہے ایسا ہی رزق دینے والا بھی ہے پھر کیوں ان دونوں وصفوں کی یکساں تصدیق نہیں کرتے ہو۔ (۲۱) جبکہ تم رزق کی امید بغیر حیلہ و جستجو کے نہیں کرتے تو کسطرح اس عفو کی امید بغیر توبہ کے کئے بیٹھے ہو۔ (۲۲) حالانکہ باریتعالیٰ نے رزق کیلئے اپنے آپکو کفیل ٹھہرایا ہے لیکن لوگوں کیلئے جنت کا ضامن نہیں بنا۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

وماذلت تسعی بالذی قد کفیته (۲۲)
وتهمل ما کلفته من وظیفة
تبیح به ظنا وحینا تارة (۲۳)
علی حسب ما یقتضی الهوی بالقضیة

سبحان ربک رب العزة عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمد لله رب العلمین۔

اللهم انک تعلم انی ما اردت بکتابة هذه الرسالة الا الاصلاح والصیانة لعقائد المسلمین فان کان صوابا فمنک ولک المنة وان کان خطاء فمن نفسی واسئلک الهدایة والتوفیق لما تحب وترضی وصلی الله علی سیدنا محمد واله واصحابه وسلم

واما مسئلة الروح فانها وان کانت موعودة فی اول الرسالة لکنی اعرضت عنها لوجهین۔ الاول قلة

(۲۲) "عجب بات ہے جن امور میں تیری کفایت کر دی گئی ہے انہیں تو تم ہمیشہ کوشاں رہتے ہو اور جن فرائض کی بجا آوری کیلئے تمہیں تکلیف دی گئی ہے ان کو ویسے ہی چھوڑ دیتے ہو" (۲۳) "خداوند تعالےٰ نے کیا تم کبھی تو حسن ظن سے کام لیتے ہو اور کبھی بدگمانی کرتے ہو حتیٰ کہ ہر ایک بات میں اپنی خواہش کی پیروی کرتے ہو۔"

سبحان ربک رب العزة عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمد لله رب العلمین

اے میرے پروردگار! تم تو جانتے ہو کہ میں نے اس رسالہ کے لکھنے سے صرف اصلاح اعتقاد اہل اسلام کی حفاظت ہی کی نیت اور ارادہ کیا ہے اگر یہ واقعی ٹھیک اور صواب ہے تو میں اس کو تیرے ہی فضل و کرم کا نتیجہ سمجھتا ہوں۔ اور تیرا احسان مانتا ہوں۔ اور اگر غلط اور بے جا ہے۔ تو اس کو میں اپنے نفس ہی کی طرف سے جانتا ہوں۔ اور میں تم سے ہدایت کا سوال کرتا ہوں اور جن باتوں سے تم راضی ہوتے ہو اور ان کو پسند فرماتے ہو۔ ان کی توفیق چاہتا ہوں۔ و صلے اللہ علی سیدنا محمد و آلہ واصحابہ وسلم

مسئلہ روح کے بارے میں اگرچہ ابتدائے رسالہ میں وعدہ کیا گیا تھا۔ لیکن دو وجوہ کی بنا پر میں نے اس کو چھوڑ دیا ہے۔

وجہ اول یہ ہے کہ ہم اس مسئلے کو بہت ہی

www.sirat-e-mustaqeem.com

ادراكنا لها و ورود النهي
عن بيان ماهيتها. والثاني
رايت الاكابر قد بحثوا
عنها في كتبهم كالغزالي رح
وغيره من حيث تعلقها
بابدان العباد و
محلها وتصرفها في
البدن الى غير ذلك
من احوالاتها المعقولة
للانسان وقد اشرت
الى بعض احوالاتها
في كتابي الاصول الاربعة
وبعضهم افردوا
التاليف
في بيان مسئلة الروح
ككتاب الروح للشيخ
ابن القيم
وكتاب باب الفتوح في
احوال الروح للشيخ
عبدالهادي المصري وكتاب البرزخ
للشيخ التوكلي الهندي وغيرهم
فاكتفيت بتصانيف الاكابر
ورايت تكرارها تحصيل
الحاصل فان شئت الاطلاع عليها
فعليك بكتب القوم

بہت ہی کم سمجھ سکتے ہیں۔ اور اس کی ماہیت وحقیقت کے بیان کرنے پر نہی و منع بھی وارد ہو چکی ہے"

وجہ دوم یہ ہے کہ میں نے دیکھا کہ بزرگوں نے اپنی کتابوں میں اس مسئلہ کا بحث کیا ہے۔ جیسے امام غزالی رحمہ اللہ وغیرہ نے۔ لیکن اس حیثیت سے کہ ابدان عباد کے ساتھ روح کو کیا تعلق ہے۔ اور اس کے محل اور اس کے تصرف کو جو بدن میں ہے۔ انہوں نے بیان کیا ہے۔ مقصد یہ کہ یہ اور ان جیسے وہ حالات جو انسان کی سمجھ میں آسکتے ہیں، انہوں نے لکھ دیئے ہیں جن میں سے بعض حالات کی طرف میں نے اپنی کتاب "اصول اربعہ" میں بھی اشارہ کیا ہے۔

بعض بزرگوں نے تو اس مسئلہ پر جداگانہ کتابیں بھی لکھی ہیں۔ جیسے شیخ ابن القیم کی کتاب "الرّوح" اور شیخ عبدالہادی مصری کی کتاب "باب الفتوح فی احوال الرّوح" اور شیخ توکلی ہندی کی کتاب "البرزخ" وغیرہ۔ اس لئے میں نے انہی کی تصانیف کو کافی سمجھا۔ اور اس مسئلہ کو پھر دہرانا تحصیل حاصل جانا۔ اگر تم اس مسئلہ کے جاننے کا شوق رکھتے ہو تو انہیں کی کتابیں دیکھو"

www.sirat-e-mustaqeem.com

رزقنا اللہ وایاکم الاستقامۃ
على الطریقۃ المنجیۃ المرضیۃ
والسلام على من اتبع الہدی
وانا العبد الفقیر محمد حسن
الفاروقی احسن اللہ حالہ ومآلہ ۲ رجب ۱۳۴۹ھ

حق سبحانہ وتعالیٰ ہمیں اور تمہیں نجات دہندہ
اور پسندیدہ طریقہ پر استقامت بخشے۔
والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ
میں ہوں فقیر محمد حسن فاروقی۔ اللہ تعالیٰ
اس کی دنیا و آخرت کو بہتر بنائے ۲ رجب ۱۳۴۹ھ

تقریظ

علامۃ الدہر رئیس العلماء[1] مولانا عبد الباقی صاحب ہمایونی قاضی بلادِ سندھ و بلوچستان

من خطہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سبحان من خلق الانسان وعلمہ البیان وجعل قلوب العلماء ریاضا تفتح انوارا وازہارا۔ وامطر علیہا من سحائب فیوضہ غیثا مدرارا۔ فنحمدہ علی نعمائہ سرا وجہارا ونشکرہ علی آلائہ اعلانا واسرارا۔ ونصلی علی سیدنا محمد الذی اصطفاہ من بقعۃ العرب اصطفاء واختیارا۔ وعلی آلہ واصحابہ الذین جعلہم ابرارا واخیارا۔ وبعد فانی رأیت رسالۃ مسماۃ بطریق النجاۃ کانہار وجنۃ اغرست دوحا واشجارا۔ وحدیقۃ تراکمت افنانا وازہارا۔ فقلت۔ ہذا الکتاب لنقشہ ومدادہ کثبان مسک ریحہ یتنشق قرطاسہ کالیاسمین نضارۃ۔ کراسہ درۃ حکاہا

www.sirat-e-mustaqeem.com

المنطق طالعة والعين منه قريرة والقلب من فرط الصبا به يخفق من حسنه وجماله وبهائه لمعان تضئ كالكواكب يشرق كيف لا وهو من بين الغرائب كارمن فاق في الفصاحة والبلاغة واقرله العلماء بالبراعة والزكاوة اجمع الفصحاء على كماله. واتفق الفضلاء على حسن خصاله و هو الحبر النحرير والغيث المطير والبحر الغزير والسميدع الكبير الماهر في العلوم الشرعية والواقف في الفنون الادبية العارف بالله العليم والعالم بقواعد الدين القويم سيدنا وسندنا حضرة المولانا احمد حسن خان المجددي مد ظله العالي اللهم متع المسلمين ببقاء ذات ذلك العلام الفهم من تصانيفه المقبولة عند الخواص والعوام بحرمة حبيبك سيد الانام عليه وعلى آله واصحابه الصلوة والسلام۔

وانا الفقير عبد الباقي الهمايوني عفا الله عنه۔

(۲)

حضرت راس الفضلاء علامۃ العصر مولٰنا محمد حسن جان صاحب سجادہ نشین درگاہ کنبار شریف ومفتی بلوچستان

بسم الله الرحمٰن الرحيم

حمدالك اللهم بما اسبغت علينا من نعمائك العلية وافضت علينا من الائك السنية وصلوة على من ارسلته رحمة للناس كافة وعلى آله واصحابه الذين هم اخيار البرية۔ وبعد فقد طالعت رسالة كانها حديقة ذات بهجة او روضة من رياض الجنة بترتيب وتهذيب رشيق بمعاني كثيرة ولفظ وجيز وليس هذا بعزيز فانها من تاليف من رقابل هممه تصانيفه الى السماك وبلغ الغاية القصوى في الادراك

www.sirat-e-mustaqeem.com

فاق على المصنفين بالفصاحة والبلاغة وحاز قصبات السبق فى مضمار البراعة شيخ الاسلام وامام الانام حضرة الخواجه محمد حسن جان الفاروقى السرهندى ما برحت اقمار فضله ساطعه ونجوم فيضانه لامعه بجهة سيد الاولين والآخرين عليه صلوة الله وسلامه وعلى آله واصحابه اجمعين وانا الفقير محمد حسن الكتيارى تجاوز عنه الله البارى ؛

(۳)

سراج العلماء، نبراس الاتقياء الفقيه المشهور وبحر المبرور مولنا المولوى محمد قاسم المتوطن فى گرهی ياسين

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله وحده والصلوة والسلام على من لا نبى بعده وعلى آله واصحابه الذين صدقوا وعده ووعيده وبعد فانى طالعت رسالة عجيبة مسماة بطريق النجاة مشتملة على اللطائف والنكات صنفها العالم الربانى والعارف الحقانى البحر الزخار والغيم المدرار شيخ السنة ومميت البدعة وهو الذى طفئت بشموس فضله سرج الجهالة والضلالة واضمحلت فى عصره دياجير الغباوة والغواية وانبطت عليه غمائم الفضل من بث الشعور وانيخت لديه مطايا الكرام فى العشى والبكور اجمع الفصحاء على فصاحته اجماعا واتبع الفضلاء بسنته اتباعا سيدنا وسندنا حضرة الخواجه محمد حسن الفاروقى المجددى لا زالت شموس فيوضه بازغة واقمارا فاضته لامعة فبادروا ايها الطلاب الى اقتناء نخائر هذا الكتاب فانه حاو على تحقيقات عجيبة وتدقيقات غريبة قاطعة ينشط بفهمها التعبان والكسلان فان بقى بعد ذلك ارتياب لقوم يجحدون فباى حديث بعده يومنون وانا المصدق

www.sirat-e-mustaqeem.com

الفقیر محمد قاسم المتوطن فی گرهی یسین ضلع سکهر السند عفی عنه

(۴)

العبد الضعیف الراجی رحمة ربه الغنی محمد ابراهیم الیاسینی عفا عنه الله العلی ناظم جمعیة احناف صوبه سنده

بسم الله الرحمن الرحیم

نحمدك یا من ابدعت الخلق بفضلك العمیم وخلقت من بینهم الانسان فی احسن تقویم وجعلت فیهم حبیبك الکریم علی خلق عظیم وعلمته علم الاولین والاخرین علیه صلوتك وسلامك وعلی آله وصحبه اجمعین ما دامت السموات ومهدت الارض الی یوم الدین اما بعد فرأیت رسالة عجیبة لهدایة اهل الزمان ومضامین غریبة لارشاد من مال طبعه الی الغی والطغیان مسماة بطریق النجاة فانها وسیلة لفلاح الدارین وذخیرة فی الحیوة وبعد الممات مبانیها کانها الیاقوت والمرجان و معانیها لم یطمثهن انس من قبل ولا جان ان کنت تبغی سبیل المرشد فی الحیوة فاشف الغلیل بما فی طریق النجاة واکحل بتوضیحه عین البصیرة و الزم علیك الحق بحسن الثبات ولله در من انشأ محاسن القها وحقق بالغوص العمیق حقائقها وهو الامام الهمام والبحر القمقام واقف الاسرار الحکمیة جامع الانوار القدسیة حافظ ملك الکلام حاجی بیت الله الحرام حکیم امة سید المرسلین شیخ الاسلام والمسلمین سیدی وسندی ملاذی ومعتمدی حضرتنا محمد حسن الفاروقی المجددی صاحب سجادة مجدد الالف الثانی لازالت شموس فیضه بازغة علی الاقاصی والادانی فهلموا یا اهل النهی لمطالعة هذه الصحیفة العظمی وتعالوا

www.sirat-e-mustaqeem.com

یا اھل الحجی تتناول ھذہ الھدایۃ العلیا وانا الٔویس الراجی رحمۃ ربہ الغنی محمد ابراھیم الیاسینی عفی عنہ اللہ العلی المدرس الاول بالمدرسۃ العربیۃ الواقعۃ فی جیکب آباد سندھ ۔

(۵)

فاضلِ اجل عالم اکمل مولینا مولوی محمد حسن شاہ صاحب
مدرس اول مدرسہ عربیہ شہر پٹ میانصاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی ھدانا الی الحق والصواب والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا صاحب جوامع الکلم وفصل الخطاب اما بعد فدونک ایھا الساری للحق والجائی الی الرشد الاحق ھذا النبراس النیر فیہ نور وھدی للناس اعنی رسالۃ معظمۃ مفخمۃ مسماۃ بطریق النجاۃ" قد الفھا العلامۃ النحریر محرز قصبات السبق فی التقریر والتحریر العالم الالمعی والفاضل اللوذعی مجمع الفضائل منبع الفواضل غصن روضۃ السماحۃ والبلاغۃ ثمرۃ دوحۃ اللسن والفصاحۃ من العرفاء العظام والمشائخ الکرام اعنی سیدنا الحضرت الخواجہ محمد حسن جان السرھندی المجددی ابقاہ العلی القوی الذی کان غوامض الاسرار بالنسبۃ الی ذھنہ الوقاد ھنیۃ ونتائج الافکار بالاضافۃ الی طبعہ النقاد بینۃ ونعم ما قیل لو لم یدل الوھم صیت جلالہ ماخیل طیف خیال سامی حالہ بکمالہ فی الاوج بدر کامل بحر محیط زاخر بنوالہ ۔ فی کل علم عالم متبحر فی فن حلم عالم بعیالہ سحبان حی فی فصاحۃ لفظہ معن بلیغ البخل فی افضالہ ۔ انا الفقیر الراجی الی رحمۃ اللہ محمد حسن علی الھاشمی عفی عنہ صدر مدرس مدرسہ اسلامیہ عربیہ

www.sirat-e-mustaqeem.com

من فت میانصاحب ؛

(۶)

عالم لوذعی فاضل یلمعی مولنا المولوی عبدالنبی شاہ صاحب امام وخطیب جامع مسجد حبیب اباد ؛

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ والصلوٰۃ علی رسول اللہ وعلیٰ اٰلہ وصحبہ الذین جاھدوا فی سبیل اللہ اما بعد فقد رأیت رسالۃ عجیبۃ وعجالۃ غریبۃ مسماۃ بطریق النجاۃ فقد صنفھا من ھو وارث الانبیاء بمصداق صحیح واصفی العلماء بفضل صریح سراج امۃ سید المرسلین شیخ الاسلام والمسلمین حضرت الخواجہ محمد حسن جان الفاروقی المجددی مد اللہ ظلہ العالی انا الفقیر الراجی الی رحمۃ اللہ سید عبدالنبی شاہ عفی عنہ

(۷)

زبدۃ الفضلاء عمدۃ العلماء مولنا المولوی عبدالحی صاحب سجادہ نشین درگاہ پٹ میانصاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نخصک اللّٰھم بالحمد والثناء علی ما انعمت علینا من النعما ونصلی علی حبیبک سید الانبیاء وعلی اٰلہ الاتقیاء واصحابہ الاصفیاء اما بعد فیا اھل النکات تعالوا الی طریق النجاۃ فانہ یوصلکم الی ثمرات الجنات وقد اوجدہ اکمل الکملاء افضل الفضلاء ابا رحم الذی ال الیہ کل شیخ وشاب والکامل الذی اب الیہ جمیع اولی الالباب ھادی الناس الی رب الاناس مولانا ومقتدانا حضرت الخواجہ محمد حسن جان الفاروقی السرھندی المجددی زین سجادۃ الامام الربانی فخر اخلاف مجدد الالف الثانی علی

www.sirat-e-mustaqeem.com

اللہ تعالی مقامہ و اتم مرامہ آمین۔ و انا الفقیر عبد الحی عفی عنہ اللہ العلی صاحب سجادہ خانقاہ پٹ شریف۔

(۸)

فرید الدھر وحید العصر فصیح اللسان بلیغ البیان مولانا صاحبزادہ صاحب سلطان کوٹی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمداً لک اللھم علی ما انعمت علینا بلطفک القدیم وصلوۃ علی من ارسلتہ الینا و سمیتہ بالرؤف الرحیم وعلی آلہ و اصحابہ الذین ھم حماۃ الدین القویم اما بعد فقد طالعت الرسالۃ المسماۃ بطریق النجاۃ فرأیتھا کاسمھا وسیلۃ للنجاۃ من النیران والفوز فی حدایق الجنان فعلی اللہ اجر مصنفھا العلام ھادی الانام الی سبیل السلام قدوۃ الاولیاء العارفین امام العلماء المتقین حامل الرایۃ فی میدان التحقیق حائز قصبات السبق فی التدقیق شیخ الاسلام والمسلمین وارث مقامات الانبیاء والمرسلین حضرتنا الحاج اخینا محمد حسن الغار وقی المجددی اعز اللہ بوجودہ الاسلام وافاض سجال جودہ علی الخاص والعام و انا المصدق الفقیر صاحبزادہ غفرلہ رب العباد۔

(۹)

جامع المعقول والمنقول واعظ الاسلام مداح سید الانام المولوی محمد سلیمان سلمہ الرحمن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

www.sirat-e-mustaqeem.com

حامدا ومصلیا اما بعد فقد رأیت الرسالة المسماة بطریق
النجاة فوجدتها کانها بحر مملو من الدرر البهیة وحدیقة متزینة
بالزهر الزهیة کافیه لهدایة الانام مفیدة للخاص والعام
وقد الفها الامام شیخ الاسلام غوث الانام قدوة علماء
الاعلام مجمع الفضل والکمال مرجع اهل المعارف والحال
ذوالکرامات الظاهرة والمقامات الفاخرة منبع الانوار
الباهرة والسرائر الزاهرة حکیم الامة محی السنة مولنا و
مقتدانا حضرت الخواجه المجددی لازالت بدور برکاته
طالعة وشموس هدایاته ساطعه۔

وانا المفتقر الی الله المنان محمد سلیمان واعظ الاسلام
عفی الله العلام

(۱۰)

حضرت مولانا الفاضل الکامل العالم العامل المولوی الحاج الحافظ حضرت میاں لعل محمد صاحب ساکن مٹاری

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله الذی الی طریق النجاة هدانا والصلوة والسلام علی رسوله
الذی الی سواء الصراط دعانا وعلی آله واصحابه الذین هم
نجوم الاهتداء فاقتدائهم کفانا اما بعد فانی قد طالعت
رسالة عجیبة غریبة وصحیفة شریفة لطیفة مسماة بطریق
النجاة هل هی الا عین النجاة فاسمها موافق للمسماة من حفظها
وعمل بها فقد نجی وهدی ومن ترکها ولم یعمل بها فقد

www.sirat-e-mustaqeem.com

غوی وھوی وھذہ رسالہ مشتملہ علی الدرر البہیۃ والغرر الزکیۃ وعلی اللطائف الحقانیۃ والنکات الربانیۃ وعلی الاسرار القرآنیۃ ورموز الاحادیث النبویۃ وعلی المسائل الشریعۃ و المعارف الالہیۃ فعلیکم ان تعضوا علیہا بالنواجذ وللّٰہ در المصنف الذی ھو البحر الزخار والغیث المدرار العالم الربانی محی السنۃ ماحی البدعۃ شمس العلماء وتاج الکملاء صدر الفضلاء والاتقیاء بدر الصلحاء والاولیاء امام العارفین قدوۃ الواصلین جدیر کان یکتفی فی حقہ علی ما اوردہ العلامۃ التفتازانی الذی لایدرک الواصف المطری خصائصہ وان یک واصفا فی کل ما وصفا متع اللّٰہ المقتبسین بطول بقائہ ودوام ظھور ارشادہ حیث افاد واجاد فی الرسالۃ بجمیع طرق النجاۃ المفیدۃ للخاص والعام المعینۃ للکلمۃ الطیبۃ لدی الاختتام الحمد للّٰہ رب العلمین الی یوم القیام ۔

انا المصدق الفقیر الی رحمۃ اللّٰہ الصمد لعل محمد المتعلوی صانہ القوی عن ذنبہ الخفی والجلی

(۱۱)

الفاضل الاجل المولوی الحاج عبد القیوم مدرس العربیۃ فی نندہ سائینداد

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لمن ھو مکرم الانسان ومعلم علم البیان ومحدیہ طریق النجاۃ والکفران والصلوٰۃ علی من ھو المنقذ من النیران والشفیع المتشفع یوم المیزان وعلی الہ واصحابہ الذین ھم

www.sirat-e-mustaqeem.com

كالنجوم لاهل الايمان اما بعد فانى قد قرأت هذا الكتاب المستطاب من اوله الى آخره وطالعت ما فيه من نكاته واسراره فوجدته منطقا بالحق ومصدقا لما نطق بالصدق وصراطا مستقيما الى الجنة وطريقا ناجيا للانس والجنة فمن اخذ به وعمل عليه اهتدى ونجى ومن اعرض عنه وانكر به ضل وطغى لانه خلاصة ما انزل من الرحمن وزبدة ما ورد من سيد الانس والجان فلازمه يا ذا الحجى فانه يجلو العمى ولن ترى مثله من المؤلفات مشتملا على جميع الكمالات كيف لا ومؤلفه هو الجامع بين الشريعة والحقيقة قيوم الزمان مرجع الانس والجان بحر العلوم العقلية والنقلية معدن الفيوض الترابانية برهان الملة والدين قاطع اعناق الملحدين سيدنا ومولانا ومرشدنا ادام الله تعالى فيوضهم وبركاتهم علينا فهلموا ايها الناس الى هذا النبراس فهو اساس الدين واستنيروا منه قلوبكم تفوزوا برضاء الرحمان يوم يقوم الناس لرب العالمين والسلام اولا وآخرا وآخر دعولنا ان الحمد لله رب العلمين -

العبد الحقير المهموم عبد القيوم عفا الله عنه المدرس في ننڈه سائين داد صانها الله عن الشرور والفساد -

(١٢)

مولانا الفاضل العارف الكامل مولوى لعل محمد صاحب الافغانى مدرسة العربية فى كوئٹه بلوچستان

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذى جعل الخلق فرقا وشيعا بعد ان كانوا على ملة واحدة ليحق الحق بكلماته و يدحض الباطل وخصة كاملة والصلوة على صفوة

www.sirat-e-mustaqeem.com

جنّۃ المادی خالدًا فی القصور والغرفات وانا الفقیر الحقیر
لعل محمد حفظہ اللہ عن موجبات لغی والنکد وکان سواد
هذہ البیاض بثالث عشر شہر محرم الحرام ۱۳۵۸ سنہ الف
وثلثمائۃ وخمسین من ہجرۃ خیر الاولین والاٰخرین علیہ وعلی
اٰلہ افضل الصلوٰۃ واکمل التحیات" لعل محمد بقلم خود۔

(۱۳)

مولٰینا الفاضل الالمعی حضرت محمد نور بخش الحنفی النقشبندی التوکلی

مصنف تحفہ شیعہ واقوال الصحیحہ وکتاب البرزخ و شرح قصیدہ بردہ بزبان عربی وغیرہ من تصانیف المفیدہ سلمہ ربہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علی حبیبہ سیدنا
ومولٰینا محمد وعلی اٰلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین۔ امابعد
فقد طالعت الرسالۃ الوجیزۃ الموسومۃ بطریق النجاۃ
للعالم الربانی الخواجہ محمد حسن الغفاری وفق المجد ذی زین سجادۃ
الامام الربانی مجدد الالف الثانی رضی اللہ تعالٰی عنہ فوجدتہا
مشتملۃ علی اہمات مسائل الکلام والفقہ والتصوف المشار الیہا
فی حدیث جبرئیل علیہ السلام الفہا المصنف العلام علی
اسلوب جدید لا تستوعرہ الافہام واتی فیہا بالبراہین
النقلیۃ والدلائل العقلیۃ علی اثبات العقائد الصحیحۃ مع الرد

www.sirat-e-mustaqeem.com

الانبياء ونخبة النجباء ارسله ليظهره على الدين كله ولو كره الكافرون
وعلى اله واصحابه الذين سلكوا طريقه وبهديه هادون -

اما بعد فقد وصل الينا كتاب طريق النجاة والتبصير و توأمته رسالة التنوير في مسئلة التقدير طالعتهما فوجدتهما روضتان بل لمن خاف مقام ربه جنتان افنانهما الكلمات الفصيحة والبليغة دان واثهما بعينان تجريان من بحور ادلة العقلية والنقلية و ثمارهما التخليص من العقائد الفضيحة الشنيعة تحتويان على صحيح معتقد فرقة الناجية ورد شبهات فرق النارية خصوصا من الملاحدة الدهرية فهما كاسمهما طريقا نجاة وتنوير لاسيما في زمان صار مصابيح الاسلام طافئة واعلام الكفرة رافعة والناس كالنتيجة للاخس الارذل تابعين نصارى وراسخين في عادات المخالفين ثم متاثرين لعقائد المشركين حتى صار الاسلام غريبا كما نطق به الصادق الامين فعليكم ايها الناس ان تعضوا عليهما بالنواجذ لان الزمان بمثله بخيل كيف لا وهي من فرائد اللآل لمولانا وبالفضل اولنا جامع اشتات الشريعة والحقيقة مانع بدعات العقدية والحديثة الثمر الفائق في الدوحة العلية النقشبندية والنخل الباسق في حديقة الفاروقية المجددية مولنا الحاج حضرت محمد حسن حفظه الله عن موجبات الكسل والحزن والمحن بان يقول فيه الالسن اوفى الفضل واتقى طوا ذالك فضل الا له من نعمات حاط طبعا مكارم الاخلاق ناطقا بافصح الكلمات لم يزل شغله بعلم الدين لم يضيع ساعة من الساعات فاهتدى الخلق باستقامته واستنارت بنوره الظلمات ناصر الشرع مقتدى الاسلام ناشر الدين جامع الاشتات ما رأينا مثله احدا دفع الشك باليقينيات ريب ادخله

www.sirat-e-mustaqeem.com

التبلیغ علی الفرق الضالة لا سیما الدهریة والروافض والخوارج والوهابیة الهندیة وتیها الی رسالة الاخری له ایضا المسماة بالتنویر فی بیان مسئلة التقدیر۔ للہ درہ حیث اوضح مسلک اهل السنة والجماعة فی تلک المسئلة المشهورة۔ واستدل بنصوص الکتاب علی ان الصراط المستقیم بین القدر والارجاء فجزی الله عنی وعن سائر المسلمین خیر الجزاء۔ هذا ومطالعة کلتا الرسالتین نافعة جدا لاصلاح العقائد والاعمال۔ فی هذا الزمان البدع والفتن والضلال۔

اللهم افتح لنا بالخیر واختم لنا بالخیر واجعل عواقب امورنا بالخیر وصلی الله تعالی علی خیر خلقه سیدنا و وسیلتنا فی الدارین محمد وعلی اله واصحابه اجمعین۔

کتبه العبد الاسیر بذنبه الغافل عن عیوبه الراجی رحمة ربه محمد نور بخش الحنفی النقشبندی التوکلی۔ چک قاضیان

۱۱۔ ربیع الثانی سنہ ۱۳۵۰ھ

www.sirat-e-mustaqeem.com

تازہ مطبوعات

تحفۂ حنفیہ امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی معرکۃ الآرا کتاب فقہ اکبر اصل عربی مع ترجمہ، تذکرہ امامِ اعظم، تدوین فقہ حنفیہ، مسئلہ تقلید اور فضائل علم و علماء جیسے اہم موضوعات پر عمدہ کتاب ہے۔ قیمت: ۱۲/۰ روپے

مولودِ محمود حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکرِ میلاد شریف پر ایک یادگار کتاب ہے۔ پڑھکر اپنے ایمان کو تازہ فرمایئے۔ قیمت ۵/۲۵ روپے

نور و نکہت مشہور شاعر اور مداحِ رسول جناب فیاض احمد خان کاوشؔ صاحب کا نورانی کلام۔ حمد، نعت، سلام، منقبت اور قطعات کا مہکتا ہوا گلدستہ۔ قیمت: ۷/۵۰ روپے

پنج گنج قادری حضرت غوثِ پاک قدس سرہٗ کے روح پرور کلام سے پانچ جواہر پارے مع ترجمہ جو صدیوں سے بزرگانِ دین کا وظیفہ ہیں۔

۱۔ اورادِ قادریہ ۲۔ درود شریف کبریت احمر ۳۔ قصیدہ غوثیہ

۴۔ قصیدہ قطبیہ اور چہل کاف

قیمت صرف ۲/۲۵ روپے

ملنے کا پتہ

اسلامی کتب خانہ اقبال روڈ سیالکوٹ

www.sirat-e-mustaqeem.com

بسم الله الرحمن الرحيم

قال النبي صلى الله عليه وسلم الصلوٰة عماد الدين من اقامها

فقد اقام الدين ومن تركها فقد هدم الدين الحديث

www.sirat-e-mustaqeem.com

طریق النجات

www.sirat-e-mustaqeem.com

ارکانِ دین

توضیح العقائد (رکنِ دین : حصہ اول) ۵/۲۵ روپے

اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں، کتابوں، رسولوں، یوم آخرت اور تقدیر پر ایمان کی مستند تفصیلات اس میں موجود ہیں۔

کتاب الصلوٰۃ (رکنِ دین : حصہ دوم) -/۶ روپے ، مجلد ۸/۲۵ روپے

ہر قسم کی ناپاکی سے طہارت ، وضو ، غسل نیز نمازوں کے اوقات و مسائل اور تمام دنوں اور سال بھر کی نفلی نمازوں کے فضائل و فوائد ۔ باحوالہ

کتاب الزکوٰۃ (رکنِ دین : حصہ سوم) ۵/۲۵ روپے

زکوٰۃ و عشر کی فرضیت ، فضائل ، مسائل اور مصارف و فوائد وغیرہ پر تحقیقی کتاب ہے ۔ اس کا مطالعہ بڑا مفید ہے ۔

کتاب الصیام (رکنِ دین : حصہ چہارم) مجلد ۱۰/۵۰ روپے

رمضان المبارک اور پورے سال کے ہر قسم کے فرض اور نفل روزوں کے فضائل و مسائل اور فوائد پر جامع کتاب ہے ۔

کتاب الحج (رکنِ دین : حصہ پنجم) مجلد -/۱۵ روپے

حج و عمرہ اور زیارت مدینہ منورہ کے مستند فضائل و مسائل اور [illegible] [illegible] اور [illegible] بہترین انداز میں تحریر کئے ہیں

تمام [illegible] سوال و جواب کے طرز پر آسان زبان میں لکھے

— ٹائیٹل چار رنگا — طباعت عمدہ ، کاغذ [illegible]

اسلامی کتب خانہ ○ اقبال روڈ ○ سیالکوٹ